لکھنؤ

تعمیر حیات

پندرہ روزہ

پندرھویں صدی کے نام پیغام

عالمِ اسلامی کو اسلام کے پیغام کی اشاعت کی خواہش ہے اور وہ دنیا کی قیادت و رہنمائی کا فرض انجام دینا چاہتا ہے تو اس کو اس کے لئے ممتاز قوت و تربیت، صنعت و علوم، تجارت اور فنِ حرب میں مکمل تیاری کی ضرورت ہوگی اس کو زندگی کے ہر شعبہ اور اپنی ہر ضرورت میں مغرب سے مستغنی اور بے نیاز ہونا پڑیگا، وہ اس سطح پر ہو کہ اپنے لئے پہننے اور کھلانے کا سامان کر سکے، اپنے لئے ہتھیار تیار کر سکے، اپنی زندگی کے معاملات کا انتظام اس کے ہاتھ میں ہو، اپنی زمین کے خزانے وہ خود برآمد کر سکے اور اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اپنی حکومتوں کو اپنی دولت اور اپنے آدمیوں کے ذریعہ چلائے اس کے چاروں طرف پھیلے ہوئے سمندروں میں اس کے بحری بیڑے اور جہاز شور کر رہے ہوں، وہ دشمن کا مقابلہ اپنے یہاں کے جنگی جہازوں، توپوں اور ہتھیاروں سے کرے اس کی برآمد اسکی درآمد سے زیادہ ہو اور مغربی ممالک سے قرض لینے کی ضرورت پیش آئے اس کو اس کے کسی جھنڈے کے نیچے نہ آنا پڑے اور وہ کسی کیمپ میں شامل ہونے پر مجبور نہ ہو۔

جب تک عالم اسلامی علم و سیاست، صنعت و تجارت میں مغرب کا محتاج رہیگا مغرب اسکا خون چوستا رہے گا اسکی زمین کا آبِ حیات نکالے گا، اس کا سامانِ تجارت اور مصنوعات ہر روز اسکی منڈیوں، بازاروں اور جیبوں پر چھاپہ مارا کریں گی اور اس کی ہر چیز پر ہاتھ صاف کرتی رہیں گی، جب تک عالم اسلامی مغرب سے قرض لیتا رہیگا اور اپنی حکومت کا انتظام کرنے، اہم اور کلیدی عہدوں کو پُر کرنے، اپنی فوج کو ٹریننگ دینے کے لئے مغرب کے آدمیوں کا رہینِ منت رہے گا، وہاں کا سامان تجارت و صنعت منگائے گا اور اس کو اپنا اتالیق اور استاذ مربی اور سرپرست حاکم اور سردار سمجھے گا اسکے حکم اور اسکی رائے کے بغیر کوئی کام نہیں کریگا اسوقت تک وہ مغرب سے مقابلہ کرنا درکنار اس سے آنکھیں بھی نہیں ملا سکتا۔

(مولانا سید ابوالحسن علی ندوی)

قیمت: ۸۰ پیسے

۲۵ اکتوبر ۱۹۸۰ء

Regd No. LW/NP 56

TAMEER-E-HAYAT

Fortnightly

(NADWATUL-ULAMA LUCKNOW 230007 (INDIA)

Phone:- 42948 49747

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی قابل مطالعہ کتابیں

- **نبی رحمت:** پیغمبر خدا، نبی رحمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ و سیرت مبارکہ جس کی ترتیب و تالیف میں قدیم و جدید معلومات و تحقیقات سے فائدہ اٹھانے کی امکانی کوشش کی گئی ہے، زمانہ بعثت کی تصویر، معاصر دنیا، جزیرۃ العرب اور حجاز کا اہم تمدنی، سیاسی و تاریخی پس منظر — واقعات و حالات، ہدایات و تعلیمات اور نتائج و اثرات کی مستند روداد، جو ہر دور میں افراد و اقوام اور نوعِ انسانی کی ہدایت و رہنمائی کی طاقت و صلاحیت سے معمور ہے، قیمت اردو ایڈیشن ۔/۳۰ ۔ انگریزی ۔/۴۵ روپے۔
- **منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین:** جس میں بنی نوع انسان اور تمدن انسانی پر نبوت کے احسانات، انبیاء کرام کی امتیازی خصوصیات، نبوت کے پیدا کردہ ذہن و مزاج اور طریقۂ فکر، نبوت کے تیار کردہ انسانی نمونوں، نیز نبوت محمدی کے لافانی کارناموں اور ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت اور اس کے دور رس، عمیق اور انقلاب انگیز اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اردو ایڈیشن ۔/۱۴ ۔ انگریزی ۔/۲۵
- **کاروانِ مدینہ:** مولانا مدظلہ کی مختلف اہم تقریروں اور مضامین کا مجموعہ جن کا تعلق ذات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم، اور آپ کی سیرت پاک، اس کی تعلیمات، پیام، اس کے عطیات و احسانات اور اس کے عالمگیر نتائج و اثرات سے ہے، آخر میں ایک نعتیہ تمثیلی شاعرہ بھی ہے جس میں فارسی اور اردو کے مشہور شعراء نے بارگاہِ نبوی میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ قیمت اردو ایڈیشن ۔/۱۲ انگریزی زیر طبع
- **محسن عالم:** مولانا ندوی کی وہ اہم تقریر جس میں تاریخی حقائق و واقعات کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحیح معنی میں رحمتِ عالم اور محسنِ انسانیت ہیں، اور آپ کا احسان نسلِ انسانی اور تمدن و تہذیب پر ناقابلِ فراموش اور ناقابلِ انکار ہے۔ اردو ۱/۵۰ ۔ انگریزی ۔/۲
- **مذہب و تمدن:** اس میں بتایا گیا ہے کہ کائنات، خالق کائنات اور مقصدِ حیات کے بارے میں صحیح عقیدہ اور صحیح علم ہی پر ایک استوار معاشرہ اور صالح تہذیب و تمدن کی عمارت قائم ہوتی ہے، دنیا اب تک جن تہذیبی ادوار سے گزر چکی ہے، وہ کن عقائد و نظریات کی پیداوار تھیں اور اسلام سے کس طرح ایک صالح اور صحت مند تمدن کا وجود ہوتا ہے؟ قیمت اردو ایڈیشن ۔/۷ ۔ انگریزی ۔/۸
- **تاریخ دعوت و عزیمت:** عالم اسلام کی اصلاحی و تجدیدی کوششوں کا تاریخی جائزہ، نامور مصلحین و ممتاز اصحاب دعوت و عزیمت کا مدلل تعارف، اردو مکمل سیٹ تین جلدوں میں ۔/۵۲ روپے، انگریزی دو جلدوں میں ۔/۷۵ روپے جلد چہارم "مجدد الف ثانی: حالات و اصلاحی و تجدیدی کارنامے" اردو و انگریزی زیر طبع
- **سیرت سید احمد شہیدؒ:** حضرت سید احمد شہیدؒ کی مفصل سوانح حیات، آپ کے اصلاحی و تجدیدی کارنامے، غیر منقسم ہندوستان کی سب سے بڑی تحریک جہاد و تنظیم، اصلاح و تجدید اور احیائے خلافت کی تاریخ۔ اردو دو جلدوں میں ۔/۴۰ نیز انگریزی ۔/۴۰
- **ارکانِ اربعہ:** جس میں اسلامی عبادات (نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ) کی شرعی حیثیت، دین میں ان کی اہمیت، اجتماعی زندگی میں ان کے مقام اور مقاصد اور اسرار و حکم پر کتاب و سنت کی روشنی میں بحث کی گئی ہے، دیگر اہم مذاہب عیسائیت، یہودیت نیز ہندو مذہب سے تقابلی مطالعہ کے ساتھ۔ قیمت اردو ایڈیشن ۔/۱۵ ۔ انگریزی ۔/۳۰ روپے۔
- **انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر:** مولانا ندوی کی وہ شہرۂ آفاق اور انقلاب انگیز کتاب، جس کے اردو، انگریزی، ترکی، فارسی اور فرانسیسی تراجم کے علاوہ صرف عربی میں تقریباً بارہ ایڈیشن قاہرہ، بیروت، کویت اور قطر و دمشق سے شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت اردو ایڈیشن ۔/۱۵ روپے۔ انگریزی ۔/۲۲
- **مسلم ممالک میں اسلامیت و مغربیت کی کشمکش:** عالم اسلام کی جدید تاریخ کا نیا اور اہم باب، اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش کی عبرت انگیز داستان اور احیاء اسلام کی جدید تحریکوں پر سیر حاصل بحث۔ تازہ آفسٹ ایڈیشن اہم اضافوں و ترمیمات کے بعد۔ اردو ۔/۱۶ روپے ۔ انگریزی ۔/۲۲
- **دریائے کابل سے دریائے یرموک تک:** مغربی ایشیاء کے چھ مسلم و عرب ممالک (بشمول ایران و افغانستان) کے معلوماتی و دعوتی دورے کی مفصل روئیداد جس میں ان ممالک کی دینی، فکری، سیاسی و اقتصادی صورتِ حال کی سچی تصویر آگئی ہے، اس میں ملت اسلامیہ کے دل کی دھڑکنیں سنی جا سکتی ہیں، امیدوں اور اندیشوں کا ملا جلا مرقع اور تاریخ کے صدہا صفحات کا نچوڑ۔ قیمت ۔/۱۴ روپے۔
- **نئی دنیا (امریکہ) میں صاف صاف باتیں:** دورۂ امریکہ و کنیڈا (مئی۔جون ۱۹۷۷ء) کے موقع پر مولانا ندوی کی اہم تقریروں اور خطبات کا فکر انگیز مجموعہ، مغربی تہذیب و امریکی معاشرت کا جائزہ، تجزیہ و مطالعہ۔ امریکہ کے مقیم مسلمانوں کے بارے میں مشورے، تجربے اور اندیشے۔ اردو ایڈیشن ۔/۷ ۔ انگریزی ۔/۱۰
- **نقوش اقبال:** فکر و کلامِ اقبال، اسلامی پیغام کی روشنی میں، نیز اقبال کی شخصیت کے تخلیقی عناصر، جدید ایڈیشن پروفیسر رشید احمد صدیقی مرحوم کے مقدمہ اور کثیر اضافوں کے ساتھ۔ اردو ۔/۱۴ ۔ انگریزی ۔/۲۵
- **معرکۂ ایمان و مادیت:** سورۂ کہف کا نیا مطالعہ، اور اصحاب کہف کا عجیب و سبق آموز قصہ۔ اردو ایڈیشن ۔/۶ ۔ انگریزی ۔/۱۵
- **تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک:** تزکیہ و احسان (جس کو دورِ آخر میں تصوف کے نام سے یاد کیا جاتا رہا ہے) کی اصل روح اور حقیقت، اسلامی اور ایمانی زندگی کی تکمیل کے لئے اس کی اہمیت و ضرورت اور افراد، جماعتوں، اسلامی حکومتوں اور قوموں و ملکوں پر اس کی حیرت انگیز اثرات اور انسان کی اخلاقی و روحانی ترقی اور بلند کرداری میں اس کے بنیادی اور ناقابلِ تردید حصہ کا غیر جانب دارانہ مطالعہ و جائزہ۔ قیمت ۔/۱۰ روپے
- **مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں:** مولانا ندوی کے ان خطبات و مقالات کا مجموعہ جن میں بڑی جرأت کے ساتھ مغربی تہذیب کے نقائص پر نکتہ چینی اور مشرق کے پرستارانِ مغرب کی غلامانہ ذہنیت اور اندھی تقلید پر صاف صاف تنقید کی گئی ہے اور مشرق و مغرب کی درمیانی خلیج کو پاٹنے اور انسانیت کی صحیح رہنمائی و خدمت کے لئے ایک راہِ اعتدال کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اردو ۔/۶ انگریزی ۔/۶
- **حجاز مقدس اور جزیرۃ العرب:** امید اور اندیشوں کے درمیان: ان خطوط و مکاتیب کا مجموعہ جو سربراہانِ مملکت سعودیہ، وزراء و امراء، اور بعض عرب والیانِ سلطنت کو لکھے گئے، نیز بعض وہ تقریریں و مقالات جو سعودی عرب کے اہم اجتماعات و مؤتمرات میں پیش کئے گئے۔ قیمت ۔/۶ روپے۔
- **ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں:** یعنی موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کا مذہبی، تمدنی، اور معاشرتی تعارف، ان کے عقائد، عبادات، مذہبی تہواروں، رسم و رواج، عادات و اخلاق اور ان کی ملی خصوصیات کا بیان، ایک غیر جانب دارانہ جائزہ، ایک واقعی تصویر۔ قیمت اردو ۵/۵۰ ۔ انگریزی ۔/۱۵
- **عالم عربی کا المیہ:** قرآن حکیم کے مطالعہ اور قانونِ فطرت کی روشنی میں المیۂ فلسطین و عالم عربی کے حالات کی تحلیل و تجزیہ۔ تازہ آفسٹ ایڈیشن ۔/۱۲ روپے
- **پا جا سراغ زندگی:** طلبائے علوم نبوت کا منصب و مقام۔ ملت کی ان سے توقعات اور عصر حاضر میں ان کی ذمہ داریاں۔ قیمت ۔/۱۳ روپے
- **تحقیق و انصاف کی عدالت میں ایک مظلوم مصلح کا مقدمہ:** یعنی حضرت سید احمد شہیدؒ کے عظیم اصلاحی و مجاہدانہ کارناموں پر ایک اجمالی نظر اور اپنوں اور پرایوں کی ان کوتاہیوں اور زیادتیوں کی دل خراش داستان، جو ان کے حق میں روا رکھی گئیں۔ قیمت اردو ایڈیشن ۳/۵۰ ۔ انگریزی ۔/۴

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷

یکم نومبر سنہ۸۰ء سے نافذ العمل

زرِ تعاون

اندرونِ ملک ——— بیس روپے
فی پرچہ ——— ایک روپیہ
بیرونِ ملک۔ بحری ڈاک جملہ ممالک ۵ پونڈ
ہوائی ڈاک
ایشیائی ممالک ——— ۷ پونڈ
افریقی ممالک ——— ۸ پونڈ
یورپ وامریکہ ——— ۱۰ پونڈ

لکھنؤ

تعمیرِ حیات

پندرہ روزہ

شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

جلد نمبر ۱۷ | ۲۵ اکتوبر سنہ ۱۹۸۰ء —— ۱۵ ذی الحجہ سنہ ۱۴۰۰ھ | شمارہ نمبر ۲۴

اداریہ

پیغامِ اتحاد و عمل

دنیا میں ہر چیز کا آغاز و انجام سے گذرنا ناگزیر ہے، کسی بھی چیز کو پرانے رشتوں سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا ہے، ماضی کو حال سے، تعمیر کو تخریب سے، اور عروج کو زوال سے الگ تسلیم کرتے ہوئے بھی باہم ربط ماننے پر مجبور ہیں پندرہویں صدی کو چودہویں صدی سے الگ کر کے ہم اپنی امیدیں و توقعات وابستہ نہیں کر سکتے اور نہ کسی صدی کو محدود کر سکتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کا تعلق اور سلسلہ مانتے ہوئے ماضی کے تجربات سے فائدہ اٹھائیں اور آنے والی صدی کے لئے مقدمہ اور دیباچہ بنائیں اور ماضی کی بنیاد پر نئی تعمیر کا آغاز کریں۔

اس ختم ہونے والی صدی کے سینے میں بے شمار حقائق و واقعات ہیں عظیم تغیرات ہیں، ملکوں کا جغرافیہ بدل گیا اور سیاسی افق پر نئے خد و خال ابھر آئے، معیار علم اور سوچنے کا محور بدل گیا، اقتصادیات اور سائنس نے ایک اہم کردار ادا کیا اور ان کا شمار زندگی کے ساتھ جزو لاینفک کا ہو گیا۔

اس سو سال کے وقفہ میں کتنے انقلابات ہوئے دنیا کے نقشہ میں کتنی نئی سرحدوں کا اضافہ ہو گیا اور علمی و فکری میدان جدا ہو گئے، قدریں بدل گئیں، ترقی و نمو کے مدارج میں فرق آ گیا، کتنی حکومتیں تھیں جس میں سورج ڈوبتا نہیں تھا اب مشکل سے طلوع ہوتا ہے کتنے ممالک غلام ہوئے جنگ آزادی لڑی۔ آزاد ہو گئے اور جمہوری کہلانے لگے اور پھر آہستہ آہستہ ڈکٹیٹر بن گئے جو نام کے بھی مسلمان نہیں معلوم دیتے تھے کل جو امن عالم کے دشمن تھے آج وہ امن کے پیامبر بن گئے اور کل جو امن کے پیامبر تھے آج وہ امن عالم کے دشمن ہو گئے کل جو آزادی کی جنگ لڑ رہے تھے آج وہ خود سامراج بنے بیٹھے ہیں، کل جو طاقتور تھے آج ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور بعض نے تو اپنا وجود تک کھو دیا ہے اور کل جو شہنشاہیت کے چشم و چراغ تھے وہ سب گل ہو چکے ہیں۔

مسلمانوں کو اس پورے سو سال میں جس چیز سے سب سے زیادہ دھچکا لگا اور تکلیف پہونچی وہ خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہے اس کو ترکی کے انجمن اتحاد و ترقی کے نوجوانوں نے جو اپنے کو ملک کا بہی خواہ اور نجات دہندہ کہتے تھے حالانکہ ان کی پرورش یورپ میں ہوئی تھی اور جس سلسلہ خلافت نے مسلمانوں کو دینی و روحانی غذا دی علوم و فنون اور تہذیب و تمدن کی رہنمائی اور قیادت کی اور ہر مسلم حکومت ان کی طرف اپنا انتساب باعث عزت و احترام سمجھتی تھی اس کو سنہ ۱۹۲۳ء میں انہی ناعاقبت اندیش نوجوانوں نے ختم کیا اور جو سلسلہ قرن اول سے چلا آ رہا تھا وہ منقطع ہو گیا۔

اس سو سال کے وقفہ میں دنیا نے دو بڑی جنگوں کو دیکھا، ہیروشیما اور ناگاساکی پر دنیا کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایٹم بم کا استعمال دیکھا اور پھر ان شہروں کے کھنڈرات بھی دیکھے اور ان کے نقش قدم پر جنگجویانہ ذہنیت کو پروان چڑھتے ہوئے اور اجڑے ہوئے شہر بھی دیکھے اور جدید ترقی و ایجادات اور جہد مسلسل کے نمونے بھی دیکھے اور ان پر جدید تعمیر شدہ شہر جگمگاتے ہوئے بھی دیکھے۔

اس صدی میں جب پورا یورپ ایشیا اور خاص طور سے عالم اسلام پر سیاسی و فکری دونوں محاذ پر یلغار کر رہا تھا اور مسلمانوں کے اکثر علاقے سیاسی طور پر زیرنگیں ہوتے جا رہے تھے اس وقت امیر شکیب ارسلان، علامہ رشید رضا مصری، مالک بن نبیہ، شیخ محمد عبدہ، جمال الدین افغانی نے اسلام کا پرزور دفاع کیا اور عالم اسلام کی رہنمائی کی جس کی وجہ سے ہم آج تک اپنے اثاثہ کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں۔

اس صدی نے طاقت اور جوہرات کا تماشہ بھی دیکھا۔ شام کو دو سوریہ اور لبنان کے حصوں میں تقسیم ہوتے ہوئے بھی دیکھا نقشہ عالم میں اردن کو بحیثیت مملکت پاکستان بھی دیکھا مصر کو سمٹتے ہوئے بھی دیکھا فلسطینیوں کو بے خانماں دیکھا اور ان کی سرزمین پر یہودیوں کو شادان و فرحاں دیکھا بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ اور مسجد الخلیل کی بے حرمتی ہوتے ہوئے دیکھا، یمن کو دو حصوں میں تقسیم ہوتے ہوئے دیکھا، چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا وفاق دیکھا، اور بھائی کو بھائی کا گلا گھونٹتے ہوئے دیکھا۔

اسی وقفہ میں برصغیر نے انگریزوں کا جلتا ہوا چراغ دیکھا اور وہ دن بھی دیکھے جس دن یہ چراغ بجھا اور ملک دو حصوں میں تقسیم ہوا اور بعد میں نسلی بنیادوں پر تقسیم ہوا اور ملک کے طول و عرض میں ہیبت ناک واقعات رونما ہوئے جو ناقابل بیان ہیں اور معصوم انسانیت کا خون دیکھا اور راہ رو کو رہزن بنتے دیکھا۔

شاہ اسماعیل شہید اور سید احمد شہید بریلوی جیسے حکومت الٰہیہ کے مبلغ مولانا اشرف علی تھانوی جیسا حکیم الامت محمد علی جوہر جیسے ہمدرد ملک و ملت، ڈاکٹر اقبال جیسے مفکر اسلام عطاء اللہ شاہ بخاری جیسا عظیم خطیب اور مولانا ظفر علی خاں جیسا مبلغ اسلام، جمال الدین افغانی جیسا عظیم رہنما دیکھا اور مولانا الیاس اور ان کی جماعت تبلیغ کو ملک ملک، شہر شہر، قریہ قریہ اسلام کی تبلیغ کرتے ہوئے دیکھا۔ اور مردہ دلوں کو حیات بخشتے ہوئے گلی کوچوں میں اللہ و رسول کا نام زندہ ہوتے دیکھا۔ مولانا مودودی کو فکری رہنمائی کرتے ہوئے دیکھا جن کی تحریروں نے نوجوانوں کو ایک نئی طاقت و ولولہ دیا اور ان میں اعتماد پیدا کیا۔

سلطنت مغلیہ کے زوال کے بعد مسلمان جس دور سے گذر رہے تھے اور ان کو اپنا دین و ایمان برقرار رکھنا مشکل ہو گیا تھا ان ہی حالات میں دارالعلوم ندوۃ العلماء،

اس دائرہ میں اگر سُرخ نشان ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا چندہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ دین و ادب کا خادم، ندوۃ العلماء کا ترجمان، آپکی خدمت میں پہنچتا رہے تو اس کا سالانہ چندہ مبلغ ۲۰ روپے ارسال فرمائیے۔ اگر اگلے شمارہ کی روانگی سے پہلے آپ کا چندہ یا خط موصول نہ ہوا تو یہ سمجھ کر کہ آپ کو وی پی ہی سے چندہ ادا کرنے میں سہولت ہے۔ اگلا پرچہ مع وی۔ پی خرچ Rs. 23/25 کے مطالبہ میں وی پی سے روانہ ہوگا۔ چندہ یا خط بھیجتے وقت اپنا نمبر خریداری لکھنا نہ بھولیں۔

کتاب وسنت سے

بدستِ خود رزق حاصل کرنے اور کام کرنے کی فضیلت

مولانا سید عبدالحی حسنیؒ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔
فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَ اذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۝

پھر جب نماز ہو چکے تو اپنی اپنی راہ لو اور خدا کا فضل تلاش کرو، اور خدا کو بہت یاد کرتے رہو تاکہ نجات پاؤ۔ (جمعہ۔ ۱۰)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔
لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ۔
(سورہ بقرہ آیت۔ (۱۹۸)

اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے روزی طلب کرو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔
وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا۔
(سورہ بقرہ آیت۔ (۲۷۵)

حالانکہ سودے کو خدا نے حلال کیا ہے اور سود کو حرام۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ تِجَارَۃً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْکُمْ۔ (سورہ نساء۔ ۲۹)

مومنو! ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ ہاں اگر آپس کی رضامندی سے تجارت کا لین دین ہو (اور اس سے مالی فائدہ ہو جائے تو جائز ہے)۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔
وَتَرَی الْفُلْکَ فِیْہِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِہٖ۔
(سورہ فاطر۔ ۱۲)

اور تم دریا میں کشتیوں کو دیکھتے ہو کہ (پانی کو) پھاڑتی چلی آتی ہیں تاکہ تم اس کے فضل سے (معاش) تلاش کرو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔
(سورۂ نور۔ ۳۷)

(یعنی ایسے) لوگ جن کو خدا کے ذکر اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے نہ خرید و فروخت۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔
یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۔
(سورہ بقرہ۔ ۲۶۷)

مومنو! جو پاکیزہ اور عمدہ مال تم کماتے ہو اور جو چیزیں ہم تمہارے لئے زمین سے نکالتے ہیں ان میں سے (راہِ خدا میں) خرچ کرو۔

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں کا کوئی شخص رسی لے لے اور پہاڑ پر چلا جائے وہاں سے لکڑی کا بوجھ اپنے اوپر لاد کر لائے اور اس کو بیچے اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو (رسوائی سے) بچائے۔ یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں سے مانگتا پھرے دیں کہ نہ دیں۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم میں سے کوئی لکڑی کا گٹھر کاٹ کر اپنے اوپر لاد کر لائے، یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی سے سوال کرے وہ اسے دے کہ نہ دے۔ (متفق علیہ)

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کسی شخص نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر بہتر کھانا کبھی نہیں کھایا، اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی کھایا کرتے تھے۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ذکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ (مسلم)

حضرت عبیداللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ دو آدمیوں نے ان سے بیان کیا کہ وہ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور دونوں نے آپ سے صدقہ مانگا، آپ نے ان پر نظر ڈالی تو وہ دونوں تندرست و توانا نظر آئے۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم چاہو تو دے دوں۔ اس میں کسی مالدار یا خود سے کما کھا سکنے والے طاقتور کا حصہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد والنسائی)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، حضورؐ نے فرمایا، جو کسی یتیم کا ولی بنے اس کو چاہیئے کہ اس یتیم کے مال کو تجارت کر کے بڑھاتا رہے ایسا نہ کرے اس کو بڑھائے نہیں اور صدقہ دینے ہی میں وہ مال ختم ہو جائے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عکاظ، مجنہ اور ذوالمجاز جاہلیت کے بازار تھے ان لوگوں نے زمانۂ حج میں تجارت کرنا گناہ تصور کیا تو یہ آیت نازل ہوئی " لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم۔ (اس کا تمہیں کچھ گناہ نہیں کہ (حج کے دنوں میں بذریعہ تجارت) اپنے پروردگار سے رزق طلب کرو۔ (بخاری)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اور سعد بن ربیع کے درمیان بھائی چارگی کرائی تو سعد بن ربیع نے کہا کہ انصار میں میرے پاس سب سے زیادہ مال ہے، میں اپنا آدھا مال تم کو دیتا ہوں، تم دیکھو میری دونوں بیویوں میں سے جس کے خواہش مند ہو اس سے میں تمہارے لئے قطع تعلق کر لوں گا جب عدت گذر جائے تم اس سے نکاح کر لو، حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ کیا یہاں کوئی بازار ہے جہاں خرید و فروخت ہوتی ہو؟ سعد بن ربیع نے بتایا قینقاع بازار ہے، دوسرے دن حضرت عبدالرحمٰن بازار گئے اور پنیر اور گھی لائے، پھر برابر اسی طرح صبح کو جاتے رہے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ایک دن آئے تو ان کے کپڑوں پر پیلے دھبے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے شادی کر لی؟ انھوں نے کہا ہاں، تو آپ نے فرمایا کس سے؟ انھوں نے جواب دیا کہ انصار کی ایک عورت سے، پھر آپؐ نے پوچھا کہ کتنا دیا (یعنی مہر) تو انھوں نے بتایا کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ولیمہ کرو، چاہے ایک بکری ہی سے کیوں نہ ہو۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ کہتے ہو کہ ابوہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں کثرت سے بیان کرتا ہے۔ کیا بات ہے کہ مہاجرین و انصار ابوہریرہ کی طرح زیادہ حدیثیں نہیں بیان کرتے، وجہ یہ ہے کہ میرے مہاجر بھائی تو تجارت کے سلسلہ میں بازار میں مشغول رہتے ہیں اور میں پیٹ بھر کھانے پر اکتفا کر کے ہمہ وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہتا تھا، لہٰذا جب سب لوگ غائب ہوتے تو میں موجود رہتا ہوں اور وہ بھول جاتے تو میں یاد رکھتا اور میرے انصاری بھائی اپنے کاروبار میں مشغول ہوتے اور میں صفۂ نبوی کے غرباء میں سے ایک بے مال و زر شخص تھا، وہ بھولتے تو میں یاد رکھتا۔ (بخاری)

دارالعلوم دیوبند، مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور اور اسی جیسی عظیم درسگاہوں کو دیکھا جس نے خشک علم کے سوتوں کو جاری کیا سوکھے کھیتوں کی آبیاری کی، اور پیاسے دلوں کو تر کیا اور ان پر ہندوستانی مسلمانوں ہی کو ناز نہیں ہے بلکہ ان مدرسوں کی اہمیت اور ان کی خدمات کا اعتراف مشرق و مغرب دونوں کرتا ہے مسلمانوں کو جدید تعلیم حاصل کرنے کے لئے سرسید جیسے محب وطن و قوم کے ذریعہ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، جامعہ ملیہ اسلامیہ جیسی عصری تعلیم گاہوں کو دیکھا جس نے ان کو عصری علوم سے واقف کرایا اور دوسری کاروان دوال قوموں کے ساتھ لا کھڑا کیا اور زندگی کے دوڑ میں لا کھڑا کیا اور بعض محاذوں میں آگے کیا۔

اس صدی میں مولانا ابوالحسن علی ندوی (اطال اللہ عمرہٗ) جیسا عظیم مبلغ اسلام اور ترجمان ملت اسلامیہ دیکھا جس کی بے لاگ اور بے جھجک باتوں نے سسکتی ہوئی انسانیت کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھدیا اور جس کے پیغام نے کتنے تشنہ دلوں کو سیر کردیا، آہیں بھرتی ہوئی انسانیت کے زخم مندمل کر دئے۔

اس دور میں عالم اسلام کو وہ سیال سونا ملا جس سے عالم اسلام کو عالمی اقتصادی برادری میں شامل ہونے کا موقع ملا اور اس تیز رفتار و متحرک دنیا میں انکی قدر و قیمت بڑھی اور ان کو نشاۃ ثانیہ کا موقع ملا جس کے استعمال سے فیصل شہید کے دور میں کچھ توقعات ہو چلی تھیں مگر مشیت الٰہی کے آگے سرخم تسلیم۔

نگاہ مومن سے گذشتہ صدی کے واقعات اوجھل نہیں ہو سکتے اس کے پاس مال و دولت ہے، علم و دین ہے ایثار و قربانی ہے، توانائی و طاقت ہے، رقبہ و آبادی ہے عزم و حوصلہ ہے، عزم جواں ہے ہمت مرداں ہے، نصرت خداوندی ہے اور سب سے بڑھ کر اس کے پاس عقیدۂ توحید ہے اور انابت الی اللہ ہے اللہ کی راہ میں نکلنا اور اگر کام آجائیں تو شہید اور اگر زندہ بچ جائیں تو غازی جیسا عالم گیر انعام ہے۔

اور شاندار ماضی ہے اس کو اپنی عمر رفتہ کو آواز دینا ہے اور اپنی کھوئی طاقت کو واپس لانا ہے، اپنے اندر اللہ ورسول کا خوف پیدا کرنا ہے اپنی آنکھوں کو چشم آہو بنانا ہے، روحوں میں تڑپ پیدا کرنا ہے دل کو گرما دینے والی حدت کی ضرورت ہے، سوز دروں اور درد دل کی ضرورت ہے قلب و روح کو اسلامی روح سے واقف کرانے کی ضرورت ہے اپنے آپ کو ختم کر کے اس اجڑے ہوئے چمن کی آبیاری کرنی ہے امت کے مختلف طبقات اور عوام میں اسلامی شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے اپنی قوت کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے صنعت و علوم کو ترقی دینے کی ضرورت ہے اس کو اپنی ضروریات کے سامان خود بنانے کی ضرورت ہے اور اس طرح اس کو منظم کرنے کی ضرورت ہے۔ جو اس کے روح و پیغام کے مطابق ہو۔ اسے علمی و عملی توانائیوں اور فکری صلاحیتوں کو یکجا کرنا ہے اس کو ایک نیا پیغام دینا ہے ایک نئی توانائی دینا ہے جو سسکتی ہوئی انسانیت کی آواز ہو نابرابری کے خلاف ہو، مردوں کو زندگی دے زندوں کو جینا سکھا دے اور تازگی دے اور امت کی جو طاقت منتشر ہے اس کو متحد و مستحکم کر دے اور جو خواب جمال الدین افغانی اور فیصل شہید نے دیکھا اور جس کی فیصل کے زمانہ میں امید ہو چلی تھی، اس کو شرمندہ تعبیر کر دے۔

(م-ح)

پُر تکلّف کھانا کھاتے ہوئے نبی کریمؐ کا فاقہ بھی یاد کرلو

محمود فاروقی

★

سب سے بڑی آزمائش بھوک کی ہوتی ہے، آدمی بہت کچھ برداشت کر لیتا ہے مگر بھوک کی تاب لانا محال ہوجاتا ہے۔ جو لوگ کسی مقصد اور نصب العین کے لیے فقر و فاقہ کی مصیبتوں کو جھیل جاتے ہیں بلاشبہ وہ بڑے حوصلہ اور ظرف کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں جو سب کچھ مل جانے کے بعد بھی دوسروں کی بھلائی اور آسائش کے لیے فقر و فاقہ کی زندگی پر قناعت کر لیتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں حالتوں میں جو نمونہ پیش کیا اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

✦ ✦ ✦

مکہ کے دور آزمائش میں آپ نے اللہ کے دین کی اشاعت و جد و جہد کے لیے اپنے گھر کی ساری پونجی خرچ کر دی۔ یہاں تک کہ جب قریش نے آپ کو ایک گھاٹی میں تین سال تک محصور رکھا تو آپ کے پاس تن کے کپڑوں کے سوا کچھ نہ رہا۔ بلکہ سال کا یہ کٹھن دور فقر و فاقہ کی حالت میں گزر گیا۔

اس کے بعد جب آپ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے اور چند ہی برس بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام مخالفوں پر غلبہ عطا فرمایا اور مدینہ اسلامی اقتدار کا مرکز بن گیا اور ہر طرف سے صدقات و زکوٰۃ اور مال غنیمت آنے لگا تو اس خوشحالی کے زمانہ میں بھی اللہ کے پیارے رسولؐ نے اپنی زندگی فقر و فاقہ ہی میں بسر کی، حالانکہ آپ چاہتے تو اپنے لیے بہتر سے بہتر سامان زندگی جمع کر سکتے تھے اور بڑی آسانی سے۔ مگر آپ کا یہ عالم تھا کہ ڈھیروں مال غنیمت تقسیم فرما دیتے اور سب کے سامنے دامن جھاڑ کر خالی ہاتھ اٹھ کھڑے ہوتے۔

آخر تک رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اسی حال میں گزری کہ کسی وقت بھی پیٹ بھر کر کھانا نہ کھایا، کوئی قیمتی لباس نہیں پہنا۔ جیسے سب رہتے تھے ویسے ہی آپ بھی رہتے تھے بلکہ بہت سے ایسے تھے کہ ان کا رہن سہن کھانا پینا اور اوڑھنا آپ سے کہیں زیادہ بہتر تھا۔

✦ ✦ ✦

شمع رسالت کے پروانوں، آپ کے رفیقوں اور گھر والوں نے آپ کے فقر و فاقہ والی زندگی کے بارے میں جو بیانات دیے ہیں وہ نہایت متاثر کن اور سبق آموز ہیں ان کے لیے جو دنیا کی نرم و گرم آغوش میں خواب راحت کے مزے لوٹ رہے ہیں۔

ام المومنین بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، حضورؐ کے متعلقین نے دو دن متواتر جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی یہاں تک کہ اسی حال میں حضورؐ وفات پاگئے۔ ایک اور روایت میں ہے: حضورؐ کے متعلقین نے ایک دن میں دوبارہ جب بھی کھانا کھایا تو ایک کھانا صرف کھجور ہوتا تھا۔ حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے عروہؓ سے فرمایا: اے میرے بھتیجے! ہم نے دو مہینے میں ایک کے بعد دوسرا اور پھر تیسرا چاند دیکھا تھا اور اس دوران حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھروں میں چولہا نہیں سلگتا تھا۔ ام المومنینؓ سے عروہ نے پوچھا: خالہ جان پھر آپ لوگ کس طرح گزر اوقات کرتے تھے؟ فرمایا: دو سیاہ چیزیں یعنی کھجور اور پانی پر گزر ہوتا تھا۔ ہاں جب بھی آپ کے بعض انصاری پڑوسی جن کے ہاں دودھ دینے والے جانور تھے کبھی کبھار آپ کے لیے دودھ بھیج دیا کرتے تھے تو حضورؐ ہم لوگوں کو پلا دیا کرتے تھے۔ یہ روایت بھی بی بی عائشہؓ کی ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے لیکن کسی دن بھی دو بار روٹی اور روغن سیر ہو کر نہیں کھایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف اور پیوند دار جوتی پہنی ہے، بشیع کھایا ہے اور موٹا لباس پہنا ہے۔ حضرت حسنؓ نے دریافت کیا: بشیع کیا چیز ہے؟ حضرت انسؓ نے انہیں بتایا: جو کا موٹا آٹا جو پانی کے بغیر حلق سے نیچے نہیں اترتا۔

ایک بار دنیا کی نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بتایا: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض اوقات دن بھر بھوک سے بے قرار دیکھا ہے، ردی کھجوریں بھی اتنی نہ ملتی تھیں جن سے اپنا پیٹ بھر لیں۔

جنگ احزاب میں سبھی نے دیکھا کہ سید عالم محبوب رب العالمین سب کے ساتھ خندق کھود رہے تھے، مٹی نکال نکال کر پھینک رہے تھے، فاقہ کے مارے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا کہ تکلیف محسوس نہ ہو اور کام جاری رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جتنا مجھے لوگوں نے خوفزدہ کرنے کی کوشش کی اور جتنی اذیت مجھے پہنچائی مجھ سے پہلے کسی کو بھی نہ ستایا گیا نہ اتنی ایذا دی گئی، مجھ پر پورے مہینے کے دن اور راتیں ایسی بھی گزری ہیں جبکہ مجھے اور بلال کو صرف اتنا کھانا نصیب ہوتا تھا جو بلال کی بغل میں چھپ جائے۔

✦ ✦ ✦

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں: فتح خیبر سے پہلے ہم لوگوں نے پیٹ بھر کر کھجور بھی نہیں کھائی تھی اور جب وقت آخر آیا اور رسولؐ کے لبوں پر رفیق اعلیٰ کے الفاظ تھے تو صاحب لولاک کے گھر میں کچھ نہ تھا۔ حضرت عائشہؓ کا بیان ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ایسی حالت میں ہوئی تھی کہ ایک صاع جو کے عوض آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔

پرتکلف اور لذیذ کھانے کھاتے ہوئے کتنے ایسے احسان شناس ہیں جن کو اپنے رسول کی بھوک یاد آجاتی ہو اور نبی کریمؐ کے فاقہ پر ان کے دل بھر آتے ہوں۔ احسان شناسی یہ ہے کہ رسولؐ کے فقر و فاقہ کی یاد میں ان کی خبرگیری کی جائے جو بھوک سے بیتاب اللہ کے فضل کے انتظار میں بیٹھے ہیں۔ --

مجلس تشخیص و تجویز کو اپنی بیماری کے حالات لکھ کر طبی مشورہ مفت حاصل کیجئے

جہاد نو بے بی ٹانک
بچوں کے تمام اعضا کو طاقت بخشتا ہے اور دانت نکلنے کی تکلیف سے محفوظ رکھتا ہے

دماغین
تمام دماغی کام کرنے والوں کے لئے نایاب تحفہ

شربت نزلہ
کھانسی، نعام، نزلہ کے لئے

خون صفا
خون کی خرابی، پھوڑے پھنسی، خارش اور داد وغیرہ کی دوا

چند مشہور اور پیٹنٹ دوائیں

دواخانہ طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علیگڈھ

پندرہویں صدی کا خیر مقدم

ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی
استاذ جامعۃ الملک عبدالعزیز مکہ مکرمہ

آج سے ٹھیک ایک ہزار چار سو سال پہلے وادیٔ ابراہیم سے ایک کارواں چلا تھا، اس کا رُخ وادیٔ یثرب کی طرف تھا۔ راستہ پہاڑیوں کا اور سنگلاخ کا تھا، زاد سفر ایک تھیلا تھا جس میں کچھ کھجور تھے اور پانی کا ایک مشکیزہ۔ سفر مشکل اور راہ دشوار تھی، گھر سے خوشی خوشی نہیں نکلے تھے، بلکہ نکالے گئے تھے۔ زمین تنگ کر دی گئی تھی، جاتے وقت کسی نے الوداعی سلام بھی نہیں کئے تھے۔ چلتے وقت دشمن ہر طرف سے گھر کو گھیرے ہوئے تھے، ان کی آنکھوں میں خون اترا ہوا تھا۔

یہ کارواں تین افراد پر مشتمل تھا، سالار کارواں، اس کا ایک جاں نثار رفیق اور ایک وفادار غلام۔

سالار کارواں کا نام محمد بن عبداللہ تھا، اللہ کا لاکھوں سلام ہو آپ پر، رفیق جاں نثار کا نام، ابوبکر بن قحافہ تھا، اللہ ان سے سدا راضی رہے، غلام کا نام، مالک بن فہیرہ تھا، اللہ ان کی یاد قائم رکھے۔

کہتے ہیں کہ یہ قافلہ مکہ سے چلا مدینہ میں ان کا سفر ختم ہو گیا۔ لیکن حقیقت ہے کہ یہ کارواں اپنے سالار کارواں کی قیادت میں چلتا رہا، بڑھتا رہا، کل بھی چل رہا تھا، آج بھی چل رہا ہے، مسلسل بڑھ رہا ہے، شب و روز کی تبدیلی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی، ماہ و سال کی گردش اس کی راہ نہیں روک سکتی، مہینے، سال، یہاں تک کہ صدی پر صدی گزرتی گئی اور گزرتی رہے گی مگر یہ سفر جاری رہا، کارواں آگے بڑھتا رہا، سفر تین سے شروع ہوا تھا، ایک سال بعد ۲؁ھ میں بدر کے گاؤں میں یہ تین سو ہو گئے تھے، دس سال بعد حجۃ الوداع کے موقعہ پر ایک لاکھ ہو گئے۔

اور آج جب کہ ایک ہزار چار سو سال گزر گئے ہیں تو ۸۰ ارب ہیں۔ دنیا کے ہر کونے میں اس کارواں کے افراد موجود ہیں، اس کے افراد کے سروں پر سورج ہمیشہ چمکتا رہتا ہے، کبھی غروب نہیں ہوتا، گھڑی کی سوئی ہو یا آفتاب و ماہتاب کی گردش، لیل و نہار کی تبدیلی ہو یا موسموں کا تغیر کوئی پل ایسا نہیں تصور کیا جا سکتا جب کہ کہیں نہ کہیں اس کارواں کے مسافر اذان نہ دے رہے ہوں، اشہد ان لا الٰہ الا اللہ اور اشہد ان محمد رسول اللہ کی آواز نہ سنائی دے، اس کارواں کے سفر کو گردش لیل و نہار کے پیمانے پر جانچنا غلط ہے، ماہ و سال کے معیار پر اس کی عمر کا حساب لگانا صحیح نہیں ہے، آفتاب کی عمر، آسمان کی عمر، زمین کی عمر اگر حساب لگایا جا سکتا ہے تو اسلام کے کارواں کا حساب بھی لگائیے۔ یہ تو ایک ابدی دعوت ہے، دائمی حرکت ہے، پندرہ سال کیا پندرہ ہزار سال گزرنے کے بعد بھی اسی طرح تازہ دم رہے گی جیسی پہلے دن تھی۔

تا ابد دور محمدؐ کا ہے روز اول

ہاں اگر مقصد ہے اپنے اعمال کے حساب لگانے کا، اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کے جائزہ لینے کا تو کوئی حرج نہیں ہے کہ آئینہ ایام میں اپنی تصویر دیکھ لیجئے، کارواں سے بھٹکنے اور سالار کارواں کے نقش قدم کو نگاہوں سے اوجھل کرنے کے نتیجہ میں کیا بھگتنا پڑا۔ اگر یہ دیکھنا ہے تو بے شک ماہ و سال کا حساب لگا لیجئے۔

کارواں کے پیچھے چلنے والوں اور سالار کارواںؐ کے نام لیواؤں کا حساب لگانا ممکن ہے، خود کارواں جس کا نام اسلام ہے، اس کا حساب ماہ و سال سے نہیں لگایا جا سکتا۔ اگر یہ کارواں مٹنے اور ختم ہونے کی چیز ہوتا تو آج آپ پندرہویں صدی کا منہ نہیں دیکھتے۔ پہلی ہی صدی میں مجمیوں کی سازش سے ختم ہو چکا ہوتا، دوسری صدی کے توڑ پھوڑ اور انقلاب کی نذر ہو چکا ہوتا، قرامطہ کی غارت گری میں ختم ہو چکا ہوتا چنگیز و ہلاکو کے لائے ہوئے خونی سیلاب میں بہہ چکا ہوتا، صلیبیوں کی منظم سازش کا شکار ہو چکا ہوتا، اللہ کے نظام تکوینی سے کس کو چارہ ہے، قانون قدرت سے کون مستثنیٰ ہے جو مسلمان کٹنے جاتے، مگر اسلام تو خود نظام قدرت ہے، وہ خود ہی نظام تکوینی کا عکس ہے اس کو کون مٹا سکتا ہے! اسلام بہت قتل ہوئے ہیں، بہت مٹائے گئے ہیں، ظلم و ستم کی تاریخ میں کون سا دردناک اور روح فرسا واقعہ تصور کیا جا سکتا ہے جو ان کے سر سے نہ گذرا ہو۔ مگر وہ کارواں جس کی قیادت آج سے چودہ سو سال پہلے ناموس حق کے آخری علمبردار نے کی تھی وہ کارواں زندہ ہے اور زندہ رہے گا، اگر ایک وقت میں کہیں ان کا آفتاب ڈوبا تو ٹھیک اسی وقت دوسرے افق پر نمودار ہوا، دمشق میں ڈوبا تو بغداد میں ابھرا، بغداد میں زرد ہوا تو اندلس میں چمکا، اندلس میں ڈوبا تو ترکی میں روشن ہوا۔

اس گزرنے والی صدی کو لے لیجئے کن مہیب اور بھیانک حالات میں اس کی ابتداء ہوئی تھی، برصغیر انگریزوں کی غلامی میں کراہ رہا تھا، انڈونیشیا میں ڈچ حکمراں تھے، ترکی یورپ کا مرد بیمار جان توڑ رہا تھا، مراکش ہاتھ سے نکل چکا تھا اور پہلی تہائی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ تیرہ سو برس پرانی خلافت بھی دم توڑ چکی تھی۔ اسلام کی جگہ قومیت کا بت نصب کیا جا چکا تھا۔ کمال اتاترک نے اسلام کی ریڑھ کی ہڈی پر ضرب لگائی تھی، اس کے رد عمل میں عربوں نے بھی اپنی قومیت کا نعرہ لگایا تھا، مگر یہ صدی ختم نہ ہونے پائی بلکہ اسکی دوسری تہائی کے ختم ہونے سے پہلے مسلمانوں کی حکومتیں آزاد ہو گئیں، انڈونیشیا آزاد ہوا، پاکستان بنا، افریقہ جو دنیا کے نقشہ پر ایک نامعلوم سیاہ دھبہ تھا ابھر کر ملکوں اور قوموں کی شکل میں سامنے آیا، اس میں متعدد ملک مسلمانوں کی سربراہی میں چل رہے ہیں۔

اسلام کی تعلیمات مزید وضاحت سے دنیا کے سامنے آرہی ہیں۔ قرآن کریم کی ابدیت پر یقین بڑھا۔ سالار کارواں صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت پر یقین اور پختہ سے پختہ تر ہوتا جا رہا ہے، بین الاقوامی سیاست کے بازی گروں کو معلوم ہو گیا کہ اسلام آج بھی زندہ طاقت ہے۔ رسم و رواج، تقالید و میراث کا مجموعہ نہیں بلکہ ایک نظام کامل ہے جس میں گہرائی بھی گیرائی بھی۔ اس کو مسجد دل اور میلاد خانوں میں محصور نہیں کیا جا سکتا اس کا میدان وسیع ہے اور اس سے آگے ہے جہاں تک ان کی دوررس نگاہیں اور طویل منصوبے Long Planing کام کر سکتی ہے۔

انہیں معلوم ہو گیا کہ واشنگٹن میں ایک مسجد بنا دینے اور تاشقند میں امام بخاری کی یادگار رہنا نے سے اس قوم کو لبھایا نہیں جا سکتا، ہرات و قندھار میں لاشوں کے ملبوں نے انہیں بتا دیا کہ یہ ایک زندہ قوم ہے جو زندہ رہنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

پندرہویں صدی کا خیر مقدم ایران و عراق کی سرحدوں پر، کابل و قندھار کے محاذ پر، توپوں کی گرج، آتش و آہن کے ٹکراؤ سے کیا جا رہا ہے۔ ہم اس کو بدشگونی نہیں سمجھتے ہمارا سفر ہمیشہ خطرات سے پُر رہا ہے۔ سچ پوچھئے تو خطرہ آتش و آہن سے نہیں پھولوں کی سیج سے رہا ہے، کاوش و کاہش سے ڈر کبھی نہیں رہا، ڈر آرام طلبی اور عیش و عشرت کی زندگی سے رہا ہے۔

سرزمین رنگ و بو لکھنؤ کے مسحور کن عطریات
شمامۃ العنبر
زعفرانی حنا
کارخانہ
محمد سلیمان محمد یوسف پرفیومرس
یوسف بلڈنگ نادان محل روڈ لکھنؤ (انڈیا) سے طلب کریں

دوسری اور آخری قسط

مٹ نہیں سکتا کبھی مرد مسلماں کہ ہے
اس کی اذانوں سے فاش سرّ کلیمؑ و خلیلؑ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مجھے بعض موقعوں پر عربوں کی نمائندگی کرنی پڑی، بعض بڑے اہم جلسوں میں، مدینہ طیبہ میں ایک جلسہ ہو رہا تھا موتمر الدعوة کا، اس میں سیکڑوں علماء مصر و شام کے اور مغرب اقصیٰ (مراکش) سے لے کر انڈونیشیا تک، امریکہ سے لے کر پاکستان تک کے لوگ موجود تھے، خدا جانے کیا بات تھی کہ ان لوگوں نے میرا انتخاب کیا کہ میں ترجمانی کروں وفود کی، یہاں ایک روایت یہ ہے کہ یہاں جو جلسے ہوتے ہیں، جو پروگرام ہوتے ہیں، ان میں ایک آئٹم یہ ہوتا ہے کہ جو بڑے بڑے مہمان آئیں مختلف ملکوں کے ان کی طرف سے ایک آدمی نمائندہ ہو اور وہ بولے، مجھے آواز دی گئی میں اسٹیج پر پہونچا، چوٹی کے علماء موجود تھے، مصر کے علماء موجود تھے، ازہر کے علماء موجود تھے، وزراء موجود تھے، میں نے کہا آج ایک عجمی کو مدینہ طیبہ میں اتنی بڑی موتمر میں اس اسٹیج پر صرف قرآن مجید کے طفیل میں بلایا گیا ہے اگر یہ قرآن مجید نہ ہوتا تو ایک ہندی کی ہرگز یہ جرأت نہ ہوتی اور نہ کسی کا ذہن اس طرف جاتا کہ کسی ہندی کو بلایا جائے ترجمانی کرنے کے لئے۔ یہ قرآن مجید کا صدقہ ہے، یہ صرف قرآن مجید کا معجزہ ہے کہ ایک ہندی کو آپ علماء عرب کی طرف سے، وہ ہندی، وہ بیچارہ، کہاں، عربی سے اس کا کیا رشتہ، وہ سات سمندر پار رہنے والا وہ اگر اردو ہی اچھی جانے تو کمال ہے اس زمانہ میں، وہ عربی زبان میں اپنے خیالات کے اظہار پر قادر ہو، عربوں کو خطاب کر سکے یہ صرف قرآن مجید کا صدقہ ہے اور قرآن مجید کا معجزہ ہے، اور میں نے دیکھا کہ عربوں نے اپنی آنکھوں سے اپنے آنسو پونچھنا شروع کئے اور کہنے لگے کہ ہندی نے صحیح کہا، ہندی نے سچ کہا، میں نے کہا کہ آپ قدر کریں، اللہ تعالیٰ نے اگر آپ کو یہ اسلام کی دولت نہ دی ہوتی، یہ قرآن مجید کی دولت نہ دی ہوتی، تو آج ہندوستان میں آپ اپنی عربی زبان کو نہیں پہونچا سکتے تھے، آپ کی پچاس سلطنتیں ہوتیں، آپ کا جھنڈا ساری دنیا پر اڑتا رہتا لیکن آپ کے بس میں یہ بات نہ تھی کہ ایک ہندی سے آپ عربی بلوا لیتے، یہ قرآن مجید کا اعجاز ہے کہ وہ ایک ہندی سے عربی میں بلوا رہا ہے، آپ کے سامنے بلوا رہا ہے اور جادو وہ ہے جو سر پر چڑھ کر بولے کہ میں مدینہ طیبہ میں کھڑے ہو کر یہ جرأت کر رہا ہوں، ایک طالب علم، ایک معمولی مدرسہ کا، جس کے کپڑے آپ کے نوکروں کے کپڑوں سے کم ہیں۔

آج اس کو یہ عزت جو ملی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرقد مبارک اور روضۂ انور سے چند گز کے فاصلے پر ایک ہندی غلام کو یہ جرأت ہو رہی ہے کہ خالص قرآن کی زبان میں آپ کو خطاب کر رہا ہے، یہ صرف قرآن کا معجزہ ہے اور یہ صرف اسلام کا صدقہ ہے، میں نے دیکھا کہ لوگوں نے سر تسلیم خم کر دیے، اپنے سر جھکا لئے اور لوگوں نے رونا شروع کیا کہ ہندی نے سچ کہا۔

میں دعوے سے کہتا ہوں کہ "وانا له لحافظون" کی تفسیر میں یہ بھی شامل ہے کہ یہ عربی زبان بھی قیامت تک جب تک اللہ کو منظور ہے اسلام کو رکھنا اور قرآن مجید کو، یہ عربی زبان اسی قرآنی صرف و نحو میں، اسی قرآنی قواعد میں، اسی قرآنی زبان میں باقی رہے گی "وانا له لحافظون" کے اندر یہ بھی آتا ہے کہ قرآن بھی محفوظ قرآن کی زبان بھی محفوظ، قرآنی زبان کی صرف و نحو بھی محفوظ، قرآنی زبان کے بولنے والے بھی محفوظ، جن ملکوں میں یہ زبان بولی جاتی ہے ان کے تحفظ کی سب سے بڑی ضمانت اس آیت میں ہے، یہ اقوام متحدہ کے منشور میں نہیں ہے، یہ یونائیٹڈ نیشن کے اعلانات میں نہیں ہے، یہ صدر کارٹر کے کسی بیان میں نہیں ہو سکتی، روس کے کسی صدر کے یہاں نہیں ہو سکتی، یہ صرف "وانا له لحافظون" کے اندر مضمر ہے میں نے کہا کہ آپ ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائیے۔ آپ اطمینان سے بیٹھے رہیں، آپ فکر نہ کریں، آپ کی حفاظت کی ضمانت دی ہے بلکہ میں ایک قدم اس سے آگے بڑھ کر یہ کہتا ہوں کہ مختلف ممالک کے مسلمان بھی اسی حالت میں محفوظ اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہمارے ساتھ ہیں۔ حفاظت کی ضمانت ہمارے ساتھ ہے جب کہ ہم قرآنی علوم اور قرآنی تعلیمات کو سینے سے لگائے رکھیں۔ ان کی نشر و اشاعت، ان کی خدمت، ان کے درس و تدریس ان کے تعلیم و تعلم کا اہتمام کریں گے۔ آج ہم ہندوستانی مسلمانوں کے لئے حفاظت کی سب سے بڑی ضمانت یہ ہے، وہ نہیں، جو وزیر اعظم کبھی کبھی دیتی ہیں، جو کبھی کبھی آپ کو سیاست کے ایوانوں سے ملتی ہے۔ وہ نہیں جو کبھی کبھی الکشن کے منشور میں آتی ہے اور جو مینی فیسٹو میں شائع کی جاتی ہے کہ اقلیتوں کے محافظ ہم ہیں، اقلیتوں کے محافظ، بشرطیکہ اقلیت خود اپنی محافظ ہو اور ان تعلیمات آسمانی کی محافظ ہو، غیور ہو، . . . . . . خود دار ہو، یہ ضمانت اللہ کی طرف سے ہے "وانا له لحافظون" ہم ہی اس کی حفاظت کرنیوالے ہیں۔

ہندوستانی مسلمانو! ہمارے کانپور کے بھائیو! سارے سامعین! آپ سن لیں کہ وہ مدارس جو قرآن مجید کی زبان سکھا رہے ہیں اور پڑھا رہے ہیں، قرآن مجید یاد کرا رہے ہیں، جن چیزوں پر قرآن مجید کا سمجھنا اور اس کا علم موقوف ہے، ان علوم کی تعلیم دے رہے ہیں۔ یہ عربی رسم الخط پھر اس کے بعد یہ عربی کے الفاظ، پھر عربی کی یہ صرف و نحو، یہ علم بلاغت و معانی، پھر یہ فقہ و اصول فقہ، یہ تفسیر و حدیث، یہ ساری چیزیں جب تک کہ ہم ہندوستانی مسلمان ان ساری چیزوں کو سینے سے لگائے رکھیں گے اور ہم ان کی قدر کریں گے، اور جن لوگوں کے سینوں میں اور جن لوگوں کے سفینوں میں یہ چیزیں ہیں ہم ان کی قدر کریں گے، ان کا احترام کریں گے، ان مدرسوں کا احترام ہمارے دلوں میں ہے، دینی تعلیم کا احترام ہمارے دلوں میں ہے، علوم اسلامیہ کا احترام ہمارے دلوں میں ہے، اور وہ علماء جو ان کے حامل ہیں، ان کا احترام ہمارے دلوں میں ہے بلکہ ان طلبہ کا احترام بھی ہمارے دلوں میں ہے جنھوں نے اپنی زندگیاں معاشی ترقیوں سے، ان کے والدین نے یا خود انھوں نے اپنی عمر کے مطابق ان تمام معاشی ترقیات و مفادات سے آنکھیں بند کر کے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے، ان علوم کو سمجھنے کے لئے اور قرآن مجید کو دوسروں تک پہونچانے کے لئے ان کی قدر اور ان کا احترام بھی ہمارے سینوں میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس مسلمان ملت کا محافظ ہے تو ساری دنیا اگر چاہے ساری دنیا اگر اس کا بال بیکا کرنا چاہے تو وہ کچھ نہیں کر سکتی، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ "وانا له لحافظون" ہم اس قرآن کے محافظ ہیں تو اس کے حاملین کے بھی محافظ ہیں، یہ نہیں ہو سکتا کہ اذان رہے مؤذن نہ رہے ؎

مٹ نہیں سکتا کبھی مرد مسلماں کہ ہے
اسکی اذانوں سے فاش سرّ کلیم و خلیل

اگر اذانیں مطلوب ہیں، تو موذن ضروری ہیں، موذن ضروری ہیں تو مسجدیں ضروری ہیں، مسجدیں ضروری ہیں تو ان کا بنانا، ان کا آباد رکھنا بھی ضروری ہے، یہ پورا ایک سلسلہ ہے ایک زنجیر کڑی ہے جس کی ہر کڑی دوسری کڑی سے پیوست ہے، آپ ان مدرسوں کو اس نظر سے نہ دیکھیں کہ ان میں کچھ ایسے لوگ جو دنیا کے کسی کام کے نہیں ان میں آکر بیٹھ جاتے ہیں، ان کے والدین نے حضرت اسمٰعیلؑ کی قربانی کی طرح ان کو قربان کر دیا ہے اور یہاں ڈال دیا ہے آپ ان کو اس نظر سے نہ دیکھیں ؎

خاکساران جہاں را بحقارت منگر
توچہ دانی کہ دریں گرد سوارے باشد

آپ یہ نہ دیکھیں کہ یہ کیا کھا رہے ہیں، کیسی عمارتوں میں رہتے ہیں، ان کا مستقبل کیا ہے، آپ یہ دیکھیں کہ وہ کس مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں، وہ مقصد وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ ہم نے "الذکر" قرآن مجید کو نازل کیا اور ہم اس کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں اس کی حفاظت کرکے رہیں گے ساری دنیا ایک طرف ہو تو کچھ نہیں، "انما امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول له کن فیکون۔"

اس کا تو بس "کن" کہہ دینا کافی ہے اس "وانا له لحافظون" میں ساری ضمانتیں اور حفاظتیں ہیں، اس لیے مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنے کو اس سلسلہ میں داخل کریں، اس کشتیٔ نوحؑ میں اپنے کو بٹھا دیں۔ یہ کشتی نوح کہتا ہوں کہ "لا عاصم الیوم من امر اللہ

الا من رحم"، ایک ہی جگہ تھی طوفان نوح میں بچنے کی اور وہ نوحؑ کی کشتی تھی، اس وقت بھی اگر کوئی جگہ ہو سکتی ہے، اس وقت آپ دیکھ لیجئے، ایک سیلاب اُمڈا چلا جا رہا ہے، ساری دنیا پر مادیت کا، نفس پرستی کا، خواہش پرستی کا، قوت پرستی کا، طاقت پرستی کا، یہ سب کو لے ڈوبے گا، اس وقت کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے۔ پناہ کی جگہ ہے تو اس وقت کشتی نوحؑ تھی اور اس وقت کشتی محمدؐ ہے، کشتی اسلام ہے، کشتی قرآن ہے، اور دیکھنے والے دیکھ لیں گے اگر کوئی اس زمانہ میں کوہ جودی تلاش کرے گا تو پسر نوح کنعان کی طرح، ان کا وہی انجام ہوگا جو پسر نوحؑ کا ہوا تھا اور نوح علیہ السلام کی جو آواز اس وقت فضائے آسمانی میں دریا کے تلاطم میں بلند ہوئی تھی کہ "لاعاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم" بیٹا! اس وقت کوئی اللہ کے عذاب سے بچا نہیں سکتا سوائے اس کے جو اس کشتی میں بیٹھ جائے، اس کشتی میں پناہ لے اور جس پر اللہ رحم کرے، تو آج بھی اگر کوئی سمجھ رہا ہے کہ کوہ جودی ہے تو وہ کان کھول کر سن لے کہ جب طوفان نوح آئے گا تو کوئی پناہ کی جگہ نہ ہوگی، ہم آپ تو کیا چیز ہیں چھوٹے چھوٹے ممالک کیا چیز ہیں، امریکہ اور روس کو بچانے والا کوئی نہیں، اگر زندگی ہے اور وہ وقت آیا جو آنے والا ہے اور جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

"ازفت الآزفة ليس لها من دون الله كاشفة"

آنے والی قریب کی چیز آگئی اللہ کے سوا کوئی اس کو دور کرنے والا نہیں۔

اگر ہم آپ زندہ رہے تو دیکھیں گے کہ یہ آلات سائنس کی ترقی اور یہ فتوحات، یہ کامیابیاں اور خوشحالیاں اور یہ دوسرے ملکوں پر اقتدار و تسلط کچھ کام نہ آئے گا، اس وقت بھی ایک کشتی ہوگی جو اس میں جگہ حاصل کرے گا، اپنی جگہ بنائے گا وہی بچے گا۔ مسلمانوں کی حفاظت کی دنیا میں کوئی جگہ نہیں ہے کوئی بالشت برابر جگہ نہیں ہے سوائے اس کے کہ ہم قرآن مجید کے سائے کے نیچے آئیں جس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے، اس کے سائے میں جو بھی آئے گا وہ محفوظ ہو جائیگا جس کشتی کو بچانے کا اللہ نے وعدہ کیا ہے جو اس کشتی پر بیٹھ گیا وہ بچ گیا، ایسے ہی جو اس قرآن مجید کے سائے میں آئے گا اور سمجھے گا کہ محافظ حقیقی اللہ تعالیٰ ہے، یہ سمجھے گا کہ اسلام سے چمٹے رہنے میں اس سے چمٹے رہنے میں ہی ہماری حفاظت ہے وہی بچے گا اس کے علاوہ کوئی بچنے والا نہیں، یہ تدبیریں، یہ ذہانت، یہ ترقی اور دولت، یہ جمہوری حکومتیں اور یہ سیاسی جد و جہد کوئی بچانے والی نہیں، جب آسمان سے کوئی چیز آئے گی تو زمین کی کوئی تدبیر کام نہیں کرے گی اس وقت آسمان والی ہی تدبیر کام آئے گی۔ آسمان والی مصیبت سے بچانے کے لئے آسمان والے ہی کی بتائی ہوئی تدبیر کام آئے گی، زمین والوں کا ہاتھ پاؤں مارنا، زمین والوں کی ذہانت یہ سب کچھ کام نہ آئے گا۔

ہم کو اور آپ کو یقین کرنا چاہیے کہ ہم ہندوستانی مسلمانوں کے تحفظ کا راز اپنی تمام ترکمزوریوں اور بے سروسامانیوں کے باوجود، ان سخت طوفانوں کے اٹھنے کے باوجود، جو وقتاً فوقتاً اٹھتے رہتے ہیں، اور مختلف وقتوں میں یہاں جو زلزلے آتے رہتے ہیں، ان سب کے باوجود ہمارے تحفظ کا راز، ہماری ضمانت اور حفاظت کا راز قرآن کی بقا میں ہے۔ قرآن مجید کی تعلیمات کی بقا میں ہے اور اس پر عمل کرنے میں ہے، اور اپنی طرف سے اس کی حفاظت و اشاعت میں ہے! ہم اس قرآن مجید کی حفاظت و اشاعت کے کام میں جتنے سرگرم ہوں گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری حفاظت کا سامان کیا جائے گا۔ ہمارا تحفظ اس میں نہیں ہے جس میں ہم نے سمجھا ہے۔ میں ان چیزوں کی افادیت کا منکر نہیں ہوں۔ میں تو ان لوگوں میں ہوں، ابھی کانپور ہی میں دو اسکولوں کا میں نے سنگ بنیاد رکھا اور کہا کہ بچوں کو الحاد سے بچانے کے لئے اور عیسائیت کے اثرات سے بچانے کے لئے کھلی بت پرستی کے اثر سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ ایسے اسکول قائم کئے جائیں جو انگلش میڈیم ہوں چاہے کسی معیار کے ہوں ان میں دینی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ ان میں مسلمان اساتذہ ہوں انھیں کے زیر انتظام ہوں تاکہ مسلمانوں کے عقائد اور مسلمانوں کے لئے جو چیزیں فوری ہیں وہ بتائی جائیں میں تو ان لوگوں میں ہوں، جو ان کو بھی ضروری سمجھتے ہیں، لیکن یہ دینی مدارس، یہ ہماری حفاظت کے قلعے ہیں جیسے کہ پہلے قلعے ہوا کرتے تھے جن سے جب فوجیں آتی تھیں تو ان سے دفاع کیا جاتا تھا اور حفاظت کا سامان ہوا کرتا تھا، اس زمانہ میں وہ قلعے اپنی افادیت کھو چکے ہیں، لیکن یہ زمینی قلعے جن کا نام مدارس ہے۔

میں نے ایک پورا سلسلۂ مضامین اسی سلسلہ میں لکھا تھا "اسلام کے قلعے" کے نام سے۔ جو رسالہ "الندوہ" میں اور "الفرقان" میں کئی مہینہ شائع ہوتا رہا اور اب بھی میں اس عقیدے پر قائم ہوں کہ ہمارے یہ مدارس اسلام کے قلعے ہیں ان سے ملت اسلامیہ کی حفاظت ہوگی۔ جو کشش مجھے یہاں کھینچ کر لائی ہے، اس مدرسہ کی افادیت ہے اور یہ واقعہ ہے کہ محترم حاجی منت اللہ صاحب کو میں نے جوش دلایا اور ان کو ہمت دلائی کہ آپ بددل نہ ہوں اہل کانپور کی سرد مہری سے اور ان کے عدم تعاون سے آپ دل برداشتہ نہ ہوں، آپ اس مدرسہ کو قائم رکھیں آپ کے قریب ہی ندوة العلماء ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اپنے قریب کے مدرسوں کی ہم جو بھی خدمت کر سکیں بلکہ سارے ہندوستان میں اگر ہمارے امکان میں ہو تو ان مدارس کا جال پھیلا دیں جیسا کہ ہمارے اسلاف نے ایک زمانہ میں مدارس قائم کئے تھے اور ان کی وجہ سے آج آپ دیکھ لیجئے ہمارے ہندوستانی مسلمانوں میں کتنی خصوصیتیں ہیں جو ان ملکوں میں نہیں پائی جاتیں جن کی مادری زبان عربی ہے۔ جن کا عام آدمی بھی قرآن مجید ہمارے اچھے اچھے علماء سے اچھا پڑھ سکتا ہے لیکن آج ان میں وہ دینی حمیت وہ اسلامی غیرت، وہ اسلامی احکام اور وہ جماعتوں کی پابندی اور وہ دین کی اشاعت کا جذبہ اور وہ دینی شعائر کا احترام ان کے اندر نہیں ہے اس کے باوجود اور بہت سی خصوصیات ہیں جن کا میں احترام کرتا ہوں اور سب کا احترام کرنا چاہئے ان میں وہ خصوصیات نہیں ہیں، وہ تمدنی معاشرتی اسلامی بہت سی خصوصیات ان میں باقی نہیں ہیں جو ہم میں گئے گذرے ہندوستانیوں میں موجود ہیں۔ یہ سب کس کا فیض ہے؟ یہ سب صرف ان عربی مدارس کا فیض ہے، یہ یقیناً دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور اور ندوة العلماء لکھنؤ اور جامع العلوم کانپور اور ان قدیم مدارس کا فیض ہے جو ہمارے اسلاف نے ہندوستان کے چپہ چپہ پر قائم کئے اور ان سے وہ علماء پڑھ کر نکلے جنھوں نے دنیا سے بالکل آنکھیں بند کر لیں۔ ایک مرتبہ مولانا عبید اللہ صاحب سندھی جو ساری دنیا دیکھ چکے تھے، بڑے جہاں دیدہ اور مبصر تھے انہوں نے کہا کہ خدائے تعالیٰ ہمارے علمائے کرام کو، ان بانیان مدارس کو جزائے خیر دے جنھوں نے ایسے لوگ تیار کئے جو دنیا کے کسی کام کے نہ تھے اگر وہ دنیا کے کسی کام کے ہوتے تو ہندوستان میں اسلام اس طرح نہیں محفوظ رہ سکتا تھا، اس لئے کہ جو لوگ دنیا کے کام کے تھے ان کو ہم نے صبح و شام میں دیکھا ہے وہ دنیا کے کام میں لگ گئے لیکن ان علماء نے ایسے اللہ کے بندے پیدا کئے جو دین کی خدمت نہ کریں گے تو اور کیا کریں گے ان کی روٹی بھی دین کی خدمت سے وابستہ کر دی اللہ نے، تو دین بھی رہا اور وہ بھی رہے۔

یہ عربی مدارس بیشک ان کو اس وقت بہت زیادہ ترقی کی ضرورت ہے، بہت توسیع کی ضرورت ہے، بعض چیزوں میں اصلاح کی ضرورت ہے اور ہم اس کے داعی ہیں اور داعی رہیں گے، ہم اس موقف پر ہیں کہ ہمیشہ جائزہ لیتے رہیں مدارس کا اور جن چیزوں کی ضرورت ہو اسلام کے اصول کتاب و سنت کے رہنما اصول کی روشنی میں ان کا اضافہ کرتے رہیں اس کے باوجود یہ جیسے کچھ بھی مدارس ہیں جہاں چٹائیوں پر لوگ پڑھتے ہیں یا جو نئے ترقی یافتہ نہیں ہیں جیسے اور بڑے بڑے مدارس ہیں یہ سب غنیمت ہیں، ایک بہت بڑی نعمت ہیں، ان کی وجہ سے اسلام آج ہندوستان میں دینی خصوصیات کے ساتھ قائم ہے۔ آپ حج میں جائیے اور دنیا کے مسلمانوں کو دیکھئے ہیں اور آپ کو بھی یہ سمجھنے کا موقع ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم اس برصغیر کے مسلمانوں کو اپنے کتنے خاص کرم سے نوازا ہے۔ آج اس گئی گذری حالت میں اور اس نکایت اور ہندوستان میں جو انقلابات آتے ہیں سیاسی بھی غیر سیاسی بھی

ان کے باوجود بھی یہاں اسلام کی شکل وصورت دین کی شکل وصورت کتنی پائی جاتی ہے اور پھر یہ تبلیغی جماعت اور تبلیغی کوششیں اسی ہندوستان سے شروع ہوئیں یہ کس چیز کا نتیجہ ہے؟ کون اس کے شروع کرنے والے تھے، کیا کہیں باہر سے آئے تھے، نہیں مدارس کی چٹائیوں پر بیٹھنے والے مولانا الیاس صاحب کون تھے، یہ دارالعلوم دیوبند اور مظاہر علوم سہارنپور کے ایک طالب علم تھے، یہیں کے استادوں سے انھوں نے پڑھا ہے اور آج بھی جن لوگوں کے ہاتھوں میں قیادت ہے اور آج بھی وہ ساری دنیا کو دعوت دے رہے ہیں اور ابھی تاریخوں میں وہاں امریکہ میں اتنا بڑا اجتماع ہوا تبلیغ کا، اس کے اصل داعی کون ہیں، یہی ہمارے مدارس کے۔ مولانا محمد عمر صاحب کون ہیں جو آپ کے کانپور کو آکر ہلا جاتے ہیں اور پھر میں نے سنا ہے کہ دسمبر میں آپ کے یہاں بڑا اجتماع ہونے والا ہے، یہ کون ہیں دارالعلوم دیوبند کے ایک طالب علم اور ان کے ساتھ جو دوسرے معاون ہیں وہ کون ہیں، کوئی دارالعلوم دیوبند کا ہے، کوئی ندوۃ العلماء کا ہے کوئی مظاہر علوم کا ہے۔

بھائیو! ان مدارس کو قائم رکھئے ان کی خدمت کو اپنی حفاظت کا ذریعہ سمجھئے، میرے اس آیت کے پڑھنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ یہ سمجھیں کہ آپ کی حفاظت مادی خوشامدوں میں نہیں ہے، حکام کو خوش کرنا، وزیروں کو خوش کرنا ان کی خوشی کے لئے جلسے کرنا، دعوتیں کرنا، آنکھ بند کرکے پانی کی طرح اس میں روپیہ بہانا اس میں آپ کی حفاظت نہیں ہے اور نہ یہ چیزیں آپ کی حفاظت کرسکیں گی، آپ نے خود دیکھ لیا کہ یہ چیز آپ کی حفاظت نہیں کرسکیں، آپ کی حفاظت دین کے مضبوط کرنے میں ہے دین کو مضبوط پکڑنے میں ہے اور جہاں سے دین ملتا ہے اور جن سے دین ملتا ہے ان کا احترام اور ان کے ساتھ خلوص کرنے میں ہے ان کا ہاتھ مضبوط کرنے میں ہے

بس میں اپنی بات ختم کرتا ہوں، شکریہ کہ اس اندھیرے میں اور آواز نہ پہونچنے کی حالت میں بھی آپ بیٹھے رہے یہ آپ کے دینی جذبے کی دینی قدر کی دلیل ہے اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے روشنی بھی بھیج دی ہوا بھی بھیج دی۔ اب میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ مدرسہ آپ کی ذمہ داری پر ہے، ہماری بڑی ذمہ داری ہے اور ہم اسے بڑی سعادت سمجھتے ہیں، ہم ندوۃ العلماء سے تعلق رکھنے والے بڑی سعادت سمجھتے ہیں کہ جو کچھ اس کی خدمت کرسکیں کریں، لیکن اصل ذمہ داری کانپور والوں کی ہے اور کانپور ندوۃ العلماء کی تحریک ہی کانپور سے اٹھی تھی یہ آپ کو معلوم ہے، ندوۃ العلماء کی تحریک جس سے ہم سب کا انتساب ہے جو آج الحمد للہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہونچ چکی ہے اور جس کا [illegible] تعلیمی اجلاس ابھی چند سال پہلے ہوا، یہ مدرسہ فیض عام کی چٹائیوں پر اور مدرسہ فیض عام کے چھوٹے سے ماحول کے اندر یہ خیال پیدا ہوا۔ مولانا محمد علی مونگیری رحمۃ اللہ علیہ کے ذہن میں اور ان کے چند رفقاء کے ذہن میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی اور پہلا اجلاس ندوۃ العلماء کا جو ہوا ہے اور جس سے داغ بیل پڑی ہے وہ یہیں مدرسہ فیض عام میں ہوا اور اسی کانپور میں ہوا اور عرصہ تک ندوۃ العلماء کا دفتر کانپور ہی میں رہا، کئی برس کے بعد لکھنؤ منتقل ہوا۔

اس لئے اگر آپ ندوۃ العلماء کی کوئی بڑی خدمت نہ کرسکے حالانکہ آپ کی زمین پر آپ کے شہر پر حق قائم رہے گا ندوۃ العلماء کا۔ آپ مانیں یا نہ مانیں۔ لیکن میں آج یہ حق منتقل کرتا ہوں اس چھوٹے سے مدرسہ کی طرف کہ کم سے کم اس کو تو اگر آپ وہاں تک نہ پہونچ سکیں اور آپ کہیں کہ وہ اب ایک عالم گیر چیز ہوگیا سارے عالم اسلام پر اس کا حق ہے تو میں کہتا ہوں کہ اچھا میں نے ندوۃ العلماء کے ایک چھوٹے سے حصے کو آپ کو دیا اور آپ کی طرف منتقل کیا۔ اور یہ [illegible] مدرسہ جس کے میدان میں آپ اس وقت جمع ہیں کم سے کم اس کی خدمت کی ذمہ داری تو آپ لیجئے ہم بیشک اس سے عہدہ برآ نہیں ہوتے اور جب ہم کو یاد کیا جائے گا اور سال بھر ہمارا اس سے تعلق باقی رہے گا۔

حضرات کانپور کے خواص! آپ کے اوپر اس مدرسہ کا حق ہے کہ یہ باقی رہے آپ اسے ترقی دیں، آپ کے ساتھ میں انشاء اللہ تعلیمی نصابی طریقہ پر، تربیتی طریقہ پر آپ کا تعاون کروں گا۔ ابھی آپ نے یہاں کے بچوں کو تقریر کرتے ہوئے سنا، اس کے ترجمہ کی بھی آپ نے نہایت عمدہ طریقہ پر سماعت کی اور جو پروگرام ہوئے ان کا مشاہدہ کیا، یہ سب چند سال کی محنت کا نتیجہ ہے، اگر آپ کا تعاون باقی رہا، جاری رہا تو انشاء اللہ دیکھیں گے کہ ایک چھوٹا سا ندوۃ العلماء یہاں بن جائے گا۔

مجلس ادارت

نگرانِ اعلیٰ
مولانا ابوالعرفان ندوی

نذر الحفیظ ندوی
شمس الحق ندوی
محمود الازہار ندوی

پرنٹر، پبلشر جمیل احمد ندوی نے جے۔ کے آفسیٹ پرنٹنگ پریس دہلی میں طبع کراکے دفتر تعمیر حیات، شعبۂ تعمیر و ترقی دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے شائع کیا۔

سوداگر مکسچر کے اسپشلسٹ

عباس علاؤالدین اینڈ کمپنی

Abbas Alauddin & Co.

WHOLESALE AND RETAIL TEA MERCHANTS.

44, Haji Building. S. V. Patel Road.
Null Bazar, BOMBAY. 3.
Tele : Add. CUPKETTLE
Phone SHOP: 862220
RESI : 378054

اسپشل مکسچر	کپ برانڈ
اسپشل ممری	گولڈن ڈسٹ
ہوٹل مکسچر	فلاور بی، او، پی
سوداگر مکسچر	سوپر ڈسٹ

۴۴ - حاجی بلڈنگ، ایس، وی، پٹیل روڈ
نل بازار
بمبئی ۳

محکمات اور متشابہات

مطالعہ کی روشنی میں

الحاج عبدالکریم پاریکھ صاحب
(چیرمین مجلس تعلیم القرآن، ناگپور)

قرآن پاک میں دو طرح کی آیات ہیں، ایک تو حکم بتانے والی، یعنی کیا کرنا چاہئے اور کیا نہ کرنا چاہئے، اسی طرح دوسری آیات ہیں متشابہات، یعنی ملتے جلتے معنیٰ سے حقیقت کا پتہ دینے والی، مثال کے طور پر "اللہ کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو اپنے گھیرے میں لے رکھا ہے"۔

اب اگر کوئی کرسی کے پیر گننے یا کرسی کی تفصیلات معلوم کرنا چاہے، یعنی کس چیز سے بنائی گئی ہے وغیرہ، تو اس کا جواب خدا کے سوا کوئی نہیں بتا سکتا۔ اور اگر خدا بتا بھی دے تب بھی آدمی اس کی حقیقت اور وسعت کو نہیں پاسکے گا جب تک دیکھ نہ لے اور ضروری نہیں کہ دیکھ کر بھی پوری حقیقت پالے۔

دوسرے یہ کہ "ساق کی تجلی فرمائی جائیگی" ساق کہتے ہیں پنڈلی کو، آدمی کسی بڑے کے پاؤں پر گر پڑتا ہے، اس تصور کو سامنے رکھ کر قرآن نے یہ بات کہی ہے۔ اب کوئی مشاہدہ والا مطلب نکالے تو بے عقل بنے بغیر چارہ نہیں، ایمان والا تو یہی سمجھے گا کہ میرا رب جب ساق کی تجلی فرمائے گا تو مجھے سجدہ میں گرجانا ہے اور اس کی مشق اس زمین پر مرتے دم تک کئے جانا ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ متشابہ آیتیں جب سمجھ کی چیز نہیں تو کیوں نازل کی گئیں، عمر، عقل، علم، تجربہ اور مرتبہ کے لحاظ سے ہر شخص کے لئے متشابہات کم زیادہ ہوتی رہتی ہیں،

کوئی نابالغ بچہ ہو تو مرد و عورت کے آپسی ملاپ کی لذت اس کو بتانا متشابہات سے ممکن ہوگا، مشاہدہ سے نہیں۔

اور متشابہات تو واقعی ایسے موقعہ پر بڑا سہارا بن جاتی ہیں کہ بات کے مفہوم سے قریب آدمی کو لانے میں مدد ملتی ہے، کسی ان دیکھی چیز کو کم سمجھ و کم علم آدمی کو سمجھانے کے لئے اس کی سمجھ میں آنے والے اور مشاہدہ کے الفاظ استعمال کرکے ایسی بات سمجھا دینا جو اس نے نہ دیکھی ہو۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے کئی مقامات پر زمین و آسمان کا چھ دن میں پیدا کرنے کا بیان فرمایا ہے، یہ چھ دن ہمارے یہاں کے رات، دن تو نہیں ہوسکتے، البتہ ہم کو اپنے چھ دن سامنے رکھ کر تصور کرلینا چاہئے، ایسا ہی تمام باتوں میں علمی خاکہ ذہن میں بیٹھے تو بس زیادہ کھوج میں نفع نہیں۔

چیزوں کے مفہوم سے قریب لے جانے کے لئے ایسے معلوم الفاظ جو باہم معنی اور مفہوم میں ملتے جلتے ہوں، سکھانے والا طالب علم کو اس کا ہلکا تصور دلانے کے لئے اور معنی کے قریب لے جانے کے لئے اس طرح کی آیات سمجھائے گا۔

لیکن مشاہدہ کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں، کرسی کا لفظ اللہ تعالیٰ کے بے پناہ اقتدار، زبردست قدرت کے اندازے کے قریب لے جانے کے لئے استعمال کیا گیا، اب ہم کرسی کو محدود معنی میں چار پیر کی کرسی یا اور کچھ بولنے بتانے لگیں یا اس کی کھوج میں پڑیں تو یہ بے وقوفی ہے۔

"بل یداہ مبسوطتان" "یداللہ فوق ایدیھم"، "ولکن اللہ رمیٰ" "کان عرشہ علی الماء" اور "انا عرضنا الامانۃ علی السمٰوٰت والارض" اسی درجہ متشابہات میں آتی ہیں۔

ایک بات اور مان لینی چاہئے کہ متشابہ آیات جتنی بھی ہیں ان میں سے بعض انسانی علم اور کھوج کے بعد محکمات ہوجاتی ہیں، مثال کے طور پر قرآن میں ایک جگہ سورہ طلاق آیت ۱۲ میں "اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت و من الارض مثلھن یتنزل الامر بینھن" (وہی اللہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی کی مثال (طرح) زمین بھی) اس آیت میں سات زمینوں کے وجود کا پتہ چلتا ہے، مگر ابھی تک یہ متشابہات میں ہے اب اگر انسان نے تلاش و جستجو کے بعد دوسری زمینوں کا پتہ لگا لیا تو چاہے وہ ہم سے اوپر ہوں یا نیچے، تو پھر یہ آیت متشابہات کے گروپ سے نکل کر علم و مشاہدہ کے دائرہ میں داخل ہوجائیگی۔

اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ عام لوگوں کے لئے جو بات متشابہات میں ہو وہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یا ائمہ دین متین یا علماء کرام کے لئے اپنے اپنے درجہ اور علمی مرتبہ کے لحاظ سے مشاہدہ کے درجہ میں بھی آسکتی ہے، جیسے معراج کا سفر مبارک ہمارے لئے متشابہ اور اللہ کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مشاہدہ کی بات ہے۔

غزل

(ڈاکٹر طفیل احمد مدنی)

غیروں کے بھی جرموں کی سزا میرے لئے ہے
کیا بس یہی پاداش وفا میرے لئے ہے
ہر ظلم و ستم جور و جفا میرے لئے ہے
اے دوست کچھ اس کے بھی سوا میرے لئے ہے
کیا خوب کہ ڈھائیں وہ ستم جتنا بھی چاہیں
اور سارا یہ آئینِ وفا میرے لئے ہے
ہیں لالہ و گل، سرو و سمن سب ہی تمہارے
گلشن کی فقط گرم ہوا میرے لئے ہے
پہروں مرے انجام پہ رویا کیا قاتل
کیا اس سے بڑی کوئی سزا میرے لئے ہے
کرتا ہوں محبت کہ فنا ہونے نہ پاؤں
دراصل محبت ہی بقا میرے لئے ہے
جب لطف ہے اللہ کہے خود کہ یہ بندہ
ہر حال میں راضی بہ رضا میرے لئے ہے
آنکھوں سے پلاتا ہے مجھے بادۂ عرفاں
ساقی کی یہ مخصوص عطا میرے لئے ہے
جوہر کی غزل پہ ہے طفیل اپنی غزل بھی
شائد کہ بزرگوں کی دعا میرے لئے ہے

جو خدا کا ہو رہتا ہو وہ خدا کی امان میں ہوتا ہے

شیخ احمد عبدالعزیز آل مبارک

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے:۔

فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث۔ (سورۂ قلم۔ ۴۴)

(تم مجھ کو اس کے کلام کے جھٹلانے والوں سے سمجھ لینے دو)

یہ دل دہلا دینے والی دھمکی ہے۔ سب سے بڑا، سب پر غالب آجانے والا مضبوط و قوی اپنے نبی سے کہتا ہے جو لوگ اس دعوت کو جھٹلا رہے ہیں تم ہمیں ان کے مقابلہ کے لئے چھوڑ دو، تم ان کی کوئی فکر نہ کرو ہم خود ان سے سمجھ لیں گے۔ خدا کے اس پیغام کو جھٹلانے والے کون لوگ ہیں۔ یہ کمزور و ناتواں بے چارہ و بے سہارا مخلوق ہے۔ اے نبیؐ! اس مخلوق کے لئے تم ہم ہی کو چھوڑ دو، تم اور تمہارے ساتھ میرے مومن بندے آرام و چین کے ساتھ بیٹھو اور مطمئن رہو، ان سے ہم خود نبٹ لیں گے، یہ مخلوق ہماری دشمن ہے، ہم خود اس کو دیکھ لیں گے۔ ان جھٹلانے والوں کے لئے یہ کتنا لرزہ خیز اعلان ہے اور نبی اور نبی کے صحابہ کے لئے جو کافروں کے بقول کمزور و ضعیف ہیں کتنے اطمینان و سکون کا اعلان ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اس ناتواں مخلوق کے ساتھ اپنے جنگ کے منصوبہ کو بیان فرماتا ہے اور اس کو واضح کر دیتا ہے کہ کس طرح ان سے جنگ کرے گا۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

"سنستدرجھم من حیث لا یعلمون و أملی لھم ان کیدی متین" (سورۂ قلم۔ ۴۵)

(ہم ان کو آہستہ آہستہ ایسے طریق سے پکڑیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی اور میں ان کو مہلت دئے جاتا ہوں۔ میری تدبیر قوی ہے)۔

خدا کی ذات عالی اس سے بہت بلند و برتر ہے کہ اس ناتواں مخلوق کے لئے بلکہ تمام اہل زمین کے لئے یہ تدبیر اپنائے، وہ انھیں ایک لمحہ میں ختم کر سکتا ہے۔ اس نے تو از راہ لطف و عنایت یہ صورت اختیار فرمائی کہ بندے ڈریں اور اپنے آپ کو سنبھال لیں، وقت گذرنے سے قبل خدا کے سامنے سر جھکا دیں، انھیں یہ معلوم ہو جائے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ جو ظاہری امان دی ہے وہ درحقیقت وہ گڑھا ہے جس میں وہ گر رہے ہیں اور برابر پستی کی طرف جا رہے ہیں، ظلم و بغاوت، گمراہی اور حق سے اعراض پر انھیں ڈھیل دینا اصلاً دھیرے دھیرے ان کو بدترین انجام کی طرف لے جانا ہے، یہ خدا کی حکمت اور چال ہے تاکہ یہ اپنے جرم کا پورا پورا مزہ چکھیں اور خدا کے سامنے گناہوں سے دبے ہوئے حاضر ہوں اور سخت ذلت و سزا کے مستحق ہوں، اس دھیرے دھیرے تدبیر کے ساتھ شدید عذاب کے مستحق بننے کے راز کو فاش کرنے سے زیادہ ڈرانے والی اور کیا بات ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے دشمنوں، اپنے اور اپنے رسولؐ کے دشمنوں کے ساتھ بھی انصاف ہی کا معاملہ رکھا کہ پہلے ان کو ہوشیار کر دیا، انجام بد سے ڈرا دیا کہ وہ بچنا چاہیں تو ان کو اس کا پورا موقع ہے، وہ جو راہ چاہیں اپنے لئے اختیار کریں، ان کے سامنے سے پردہ ہٹا دیا، اور ساری بات کھل کے ان کے سامنے آگئی۔ اللہ تعالیٰ موقع تو دیتا ہے لیکن چھوڑتا نہیں ظالم کو ڈھیل دیتا ہے لیکن جب پکڑتا ہے تو ایسا کہ پھر نہیں چھوٹ سکتا لہٰذا وہ اپنے اس طریقہ و طرز عمل کو ظاہر کر دیتا ہے جس کو اس نے خود اپنی مرضی سے بنایا ہے اور اپنے نبیؐ سے فرماتا ہے کہ تم ہم کو اور اس دعوت کو جھٹلانے والے کو چھوڑ دو، ہم کو اور ان لوگوں کو جنہیں مال و اولاد اور جاہ و سلطنت کا غرور ہے چھوڑ دو ہم انھیں دیکھ لیں گے، ہم انھیں ڈھیل دیں گے اور اس عارضی نعمت کو ان کے لئے ہلاکت کا گڑھا بنا دیں گے۔ خدا کے اس فرمان سے رسول مطمئن ہو جاتے ہیں اور آپ کے دشمن ڈرتے ہیں، پھر ان کو قیامت کے لرزہ خیز منظر سے ڈراتا ہے اور یہ دل دہلا دینے والی دھمکی قیامت کے دن ان کو جو مزے چکھائے گی اس کا نقشہ کھینچ کر حجت تمام فرما دی کہ فرمایا:۔

"ام تسئلھم اجرا فھم من مغرم مثقلون" (سورۂ قلم۔ ۴۶)

(کیا تم ان سے کچھ صلہ مانگتے ہو کہ ان پر تاوان کا بوجھ پڑ رہا ہے)۔

تو وہ مشقت جس کے بدلہ آپ ان سے ہدایت کے طالب ہیں، یہی مشقت ہی ان کو آپ کی دعوت سے اعراض اور آپ کو جھٹلانے پر آمادہ کر رہی ہے اور وہ اس بُرے انجام کو اس گرانباری پر ترجیح دے رہے ہیں جو اسلام کے لانے کے بعد ان کو اٹھانا پڑے گی، فرمایا:۔

ام عندھم الغیب فھم یکتبون ہ (سورۂ قلم۔ ۴۷)

(یا ان کے پاس غیب کی خبر ہے کہ اسے لکھتے جاتے ہیں)۔

کیا انھیں غیب کا علم ہے، اس پر ان کو اعتماد و یقین ہے، لہٰذا وہاں کی آفتیں اور بلائیں انھیں دہشت میں نہیں ڈالتیں، انھوں نے اسے جھانک کر دیکھ لیا، اس کو لکھ لیا اور اس سے واقف ہو گئے ہیں، یا اس میں جو کچھ ہے اس کو انہی لوگوں نے لکھا ہے، لہٰذا اپنی خواہش و منشا کے مطابق لکھا ہے۔ ان دونوں میں سے کوئی بات نہیں ہے، پھر کیا بات ہے؟ کیوں وہ اس پوزیشن میں ہیں؟ کیوں اپنے آپ کو اس دہلا دینے والے اسلوب بیان کا مصداق بناتے ہیں؟؟؟ (فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث)۔

جنگ کے منصوبہ اور اللہ اور اللہ کے فریب خوردہ دشمنوں کے درمیان اس طریقۂ جنگ کا اعلان ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور مومنین کی جماعت کو کفر و ایمان اور حق باطل کے معرکہ سے سبکدوش فرما دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ تو خدا سے جنگ ہے، اس سے خود خدا ہی نپٹے گا۔ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے اور مسلمان اتنے تھوڑے تھے کہ کسی شمار میں نہیں لائے جاتے تھے، لہٰذا اس آیت میں ان لوگوں کے لئے جو کمزور و ناتواں سمجھے جاتے تھے اطمینان و تسلی تھی اور جو لوگ مال و اولاد اور قوت و طاقت کے نشہ میں تھے ان کے لئے گھبراہٹ و دھمکی تھی۔ اس کے بعد مدینہ منورہ آکر حالات بدل گئے، خدا کے فضل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو جنگ میں ظاہری کامیابی بھی حاصل ہوئی مگر اس میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو کر دکھایا جس کو مکہ میں مسلمانوں سے فرمایا تھا جب وہ تھوڑے اور کمزور تھے۔ یہی لوگ جب بدر میں کامیاب ہو گئے تو فرمایا:۔

"فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم" (تم لوگوں نے ان (کفار) کو قتل نہیں کیا بلکہ خدا نے انہیں قتل کیا)۔

"وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ" (سورۂ انفال۔ ۱۷)

(اور اے محمدؐ! جس وقت تم نے کنکریاں پھینکی تھیں تو وہ تم نے نہیں پھینکی تھیں بلکہ اللہ نے پھینکی تھیں)

یہ ایسی حقیقت ہے کہ دشمن کے دل کو گھبراہٹ میں ڈال دیتی ہے، خواہ مومن اس کے سامنے کمزوری کی حالت میں ہو یا قوت و طاقت کی حالت میں۔ مومن مقابلہ میں نہیں آرہا ہے بلکہ اللہ نے اپنی قوت و طاقت سے اس معرکہ کو اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ اللہ ہی ہے جو اپنے نبیؐ سے فرماتا ہے "فذرنی ومن یکذب بھذا الحدیث" اے نبی تو ہمیں اور ناکام و قسمت کے مارے کو چھوڑ دے میں اس سے سمجھ لوں گا۔ اس حقیقت کے ہوتے ہوئے اپنے نبی کو رسالت کی ذمہ داریوں پر صبر کی تلقین کرتا ہے، کفار کے جھٹلانے کی تکلیف کو برداشت کرنے کی تلقین کرتا ہے یہاں تک کہ وہ وقت آجائے جس میں اللہ تعالیٰ فیصلہ کا ارادہ رکھتا ہے اور نبی کو ایک دوسرے نبی کا قصہ و تجربہ یاد دلاتا ہے جن کو اسی طرح کی مشکلات جھیلنی پڑی تھیں۔ اگر خدا کی رحمت اپنے دامن میں نہ لے لیتی تو وہ کھلے میدان میں پھینک دیے جاتے اور ناپسندیدہ قرار دے دیے جاتے، فرمایا:۔

"فاصبر لحکم ربک ولا تکن کصاحب الحوت۔" (سورۂ قلم ۴۸)

(مچھلی کا لقمہ ہونے والے یونس کی طرح نہ ہونا)۔

صاحب حوت سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں۔

جب ہمارا مطمح نظر خوف خدا، اس کے دین اور اس کے نبی کی طرف سے دفاع ہوگا تو دشمن پر غلبہ و فتحیابی یقینی ہے، خواہ ان کی تعداد کتنی ہی زیادہ ہو، اور اگر ایسا نہیں تو پھر کامیابی و غلبہ محال ہے۔ ہم کو یہ بات کب حاصل ہوگی اس کو خدا ہی جانتا ہے کہ وہی حکمت والا ہے۔

دنیا کے درپیش تمام مشکل مسائل کا حل اسلام پیش کرتا ہے

۱۵۴ ملکوں کی جنرل اسمبلی میں صدر ضیاء الحق کی تقریر۔

پاکستان کے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے دنیا کے ۹۰ کروڑ مسلمانوں اور چالیس سے زائد اسلامی ملکوں کے ترجمان کی حیثیت سے جنرل اسمبلی کے موجودہ اجلاس سے خطاب کیا واضح رہے کہ اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں ۱۵ ویں صدی ہجری کے آغاز کے موقع پر عالمی ادارہ میں دنیا بھر کے مسلمانوں کے متفقہ ترجمان کی حیثیت سے ایک تاریخی تقریر کی، پاکستانی سربراہ کو گذشتہ اسلام آباد کانفرنس منعقدہ مئی میں متفقہ طور پر اس عالمی ادارہ کا ترجمان منتخب کیا گیا تھا۔ اور اقوام متحدہ کے وجود میں آنے سے قبل اب تک کسی بھی مسلمان ملک کے سربراہ کو یہ اعزاز حاصل نہیں ہو سکا۔

انھوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے ۲۳ ویں اجلاس میں ۹۰ کروڑ مسلمانوں کی جانب سے ان کے جذبات کی نمائندگی و ترجمانی کرتے ہوئے جو معرکۃ الآرار تقریر کی اس کے بارے میں مبصرین کا خیال ہے کہ اقوام متحدہ کی تاریخ میں اب تک عالمی برادری کے سامنے اسلام اور مسلمانوں کے موقف کی ایسی ترجمانی کبھی نہیں کی گئی تھی آپ نے موجودہ انسانی مسائل اور سیاسی سماجی، تہذیبی اور اخلاقی بحران اور اس سے آج کی قوموں اور ان کے افراد کی پریشانیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے عالمی برادری کو واشگاف اور دل نشیں انداز میں بتایا کہ اسلام ان تمام مسائل اور الجھنوں کے حل میں مدد دیتا ہے اور عالمی اخوت کا مضبوط ڈھانچہ پیش کرتا ہے کیونکہ اسلام ایک مذہب ہی نہیں ایک ہمہ جہتی و ہمہ گیر نظام زندگی اور فلسفۂ زندگی ہے اسلام نے گذشتہ ۱۴ برسوں میں انسانیت کی جو خدمات انجام دی ہے اللہ سے آپ واقف ہیں، اسلام ایک صالح بین الاقوامی معاشرہ اور بین الاقوامی تعلقات کے قیام کے لئے جو منشور پیش کرتا ہے اس کے بنیادی اصولوں کو ہم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حج کے خطبہ میں دیکھ سکتے ہیں اس میں انسانی حقوق و فرائض مقرر کئے گئے ہیں یہ خطبہ آج بھی انسانیت کے لئے اتنا ہی مفید اور قیمتی ہے جتنا ۱۴۰۰ سال پہلے تھا۔ اس خطبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ، لوگو سنو! کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر فخر اور فوقیت حاصل نہیں ہے، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے تھے، سنو! زمانہ جاہلیت کے خون کا انتقام لینے کا رواج ختم کیا جاتا ہے ایک دوسرے کی جان و مال اور آبرو ایک دوسرے کے لئے حرام ہے عورتوں کے تم پر حقوق ہیں اور تمہارے بھی ان پر حقوق ہیں، پس ان سے حقوق کی ادائیگی کرو، ہر انسان اپنے عمل کا ذمہ دار ہے سود ختم کیا جاتا ہے کوئی کسی پر ظلم نہ کرے تم سب ایک برادری ہو، آپ نے کہا اگر اس پیغام کی بنیاد پر آج اسلام کے احیاء کی کوشش کی جا رہی ہے تو کیا یہ ایسا کام نہیں ہے جس کا ساری دنیا کی طرف سے خیر مقدم کیا جانا چاہئے۔ اسلام ایسا دین نہیں جو زبردستی دوسروں پر مسلط کیا جائے۔ اسلام بلا کسی جبر کے عالمی ضمیر کو بیدار کرنا چاہتا ہے وہ اس دنیا میں امن و راحت ہے مسلمانوں کی طرف سے میں دنیا کے ۱۵۴ ملکوں کے نمائندوں کے سامنے اس یقین کا اظہار کرتا ہوں کہ پندرہویں صدی سے دنیا کے ایک پرمسرت دور کا آغاز ہوگا۔

انھوں نے اپنی تقریر میں تمام انسانوں کے مسائل پر گفتگو کی انھوں نے مسلم ممالک کی پریشانیوں اور ان کے خلاف کی جانے والی ریشہ دوانیوں کا تذکرہ اور مسئلہ فلسطین اور اسرائیل کے ذریعہ پیدا کئے گئے دوسرے مسائل کا ذکر کیا دنیا کے تمام انسانوں سے ہمدردی کی جو کہیں بھی اور کسی طاقت کے ذریعہ استحصال اور ظلم و ستم کا شکار ہیں، اپنے مخصوص سوز و گداز لب و لہجہ میں مسئلہ کشمیر کا تذکرہ کیا۔

چینی پارلیمنٹ میں ایک نائب وزیر اعظم کے عہدہ پر ایک مسلمان کا تقرر۔

چینی وزارت عظمیٰ کی حالیہ تبدیلی جس میں ہوا کیوفنگ کی جگہ ژیاو ژنگ کو وزارت عظمیٰ کا عہدہ سپرد کیا گیا ہے اس میں نائب وزیر اعظم کے عہدہ پر ایک مسلمان وزیر کو فائز کیا گیا ہے وہ ۱۹۷۸ء سے اقلیتی امور کے وزیر تھے اور ان کا نام یانگ جنگون ہے اور اس وقت ان کی عمر ۷۵ سال کی ہے۔

محمود الازہار ندوی

افغانستان میں روسی مداخلت پر تشویش ظاہر کرنے کیلئے آسٹریلیائی بیڑے کی آمد

آسٹریلیا، افغانستان پار روسی مداخلت پر تشویش کا اظہار کرنے کے لئے اپنے پانچ جہاز اسی ماہ سے دو ماہ تک کے لئے بحر ہند میں بھیجے گا یہ انکشاف آسٹریلیائی بیڑے کے کمانڈر پیٹر ایچ ڈایل نے کیا ہے۔

مسٹر ڈایل نے کہا کہ آسٹریلیا کا ایک طیارہ بردار جہاز دو تباہ کن جہاز اور ایک گائیڈڈ میزائل سے لیس جہاز کے علاوہ ایک آبدوز کو تقریباً دو ہفتے سنگاپور ٹھہرنا ہے انھوں نے کہا آسٹریلیائی جہازوں کے اس گشت کا مقصد علاقے کے واقعات پر تشویش ظاہر کرنا ہے اور جنوب مشرقی ایشیا کی ملکوں سے خیرسگالی کا اظہار ہے۔

پیکنگ کی جامع مسجد نمازیوں کے لئے دوبارہ کھول دی گئی۔

پیکنگ کی سب سے بڑی مسجد اب دوبارہ نمازیوں کے لئے کھول دی گئی ہے۔ ثقافتی انقلاب کے دوران یہ مسجد بند کر دی گئی تھی۔ یہ مسجد پیکنگ کے جس حصہ میں واقع ہے وہاں مسلمانوں کی آبادی ہے حال ہی میں چینی حکام نے اس مسجد کی مرمت کرائی ہے مسجد میں داخلہ کے راستہ میں کھڑی کی گئی رکاوٹوں کو بھی توڑ دیا گیا ہے چین کی اسلامی ایسوسی ایشن نے بتایا ہے کہ عید الاضحیٰ کی نماز اس مسجد میں ادا نہیں ہو سکے گی کیونکہ ابھی بہت کام باقی ہے عید الاضحیٰ کی نماز پیکنگ کی ایک ایسی مسجد میں ادا کیجائیگی جہاں مسلمان سفارت کار بھی نماز پڑھنے آتے ہیں۔

افغانستان میں اب تک ۲۰ ہزار روسی مارے جا چکے ہیں —— حکمت یار

افغانستان کی حزب اسلامی کے سربراہ انجینئر گلبدین حکمت یار نے کہا ہے کہ افغانستان میں مجاہدین کے حوصلے بہت بلند اور مضبوط ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی و کامرانی سے بہت جلد سرفراز ہوں گے اور اسلام کا علم ایک بار پھر ان علاقوں میں لہرائے گا۔ انھوں نے بتایا کہ افغان مجاہدین ہر محاذ پر روسی سامراج کا بے جگری سے مقابلہ کر رہے ہیں اور اس وقت جنگ افغانستان کے وسطی علاقوں اور روسی سرحدوں سے ملحقہ علاقوں میں لڑی جا رہی ہے۔ مجاہدین آزادی کے سخت دباؤ اور جارحانہ حملوں کے تحت روسیوں میں مایوسی اور بددلی کے آثار پیدا ہو رہے ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ اس سے بڑھ کر اور کامیابی کیا ہو سکتی ہے کہ وہ روسیوں سے جدید ترین اسلحہ چھین کر انہی کے خلاف استعمال کر رہے ہیں جس کی وجہ سے روسیوں کو تباہی اور بربادی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے انھوں نے مزید بتایا کہ اب تک کم و بیش آٹھ سو روسی ٹینک ایک سو لڑاکا طیاروں اور ہیلی کاپٹروں اور لاتعداد بکتربند گاڑیوں کو نیست و نابود کیا جا چکا ہے۔

انھوں نے کہا کہ افغانستان کا ایک ایک بچہ شریک جہاد ہے اور دشمن کو شکست فاش دینے کے لئے سربکف میدان کارزار میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے سہارے سرگرم عمل ہیں اور مجاہدین آخری فتح تک جنگ کرتے رہیں گے اور اس وقت تک یہ جنگ ختم نہ ہوگی جب تک افغانستان میں روسی موجود ہیں۔ روسی حملہ کے دوران روسی فوجیوں میں جو وسط ایشیا کے مسلمان فوجی افغانستان آئے تھے انھوں افغان مجاہدین کی بڑے پیمانے پر مدد کی۔ اسلحہ دیا اور مفید اور اہم راز بتلائے اور ایک محتاط اندازے کے مطابق اس وقت تک ۲۰ ہزار کے قریب روسی حملہ آوروں اور وحشیوں کو جہنم واصل کیا جا چکا ہے۔

بڑے خیالوں کی موت کا عہد

سنہ ۱۹۲۰ء کے آس پاس یورپ میں بھی ایک ایسی حالت جاگ اٹھی تھی جس میں ولولہ، حوصلے اور امید کا گذر تک نہ تھا کریبا کی جنگ اور یورپ کی قوموں کی باہمی رقابتوں اور آویزش نے نظریاتی طور پر بھی ملکوں کے دانش وروں اور ادیبوں اور سیاست دانوں کو تقریباً تہی دست بنا کر رکھ دیا تھا، ، درد تھا درماں نہیں تھا فرقت بھی اتحاد نہیں تھا مسائل بے شمار تھے حل کسی ایک مسئلہ کا بھی ممکن نظر نہ آتا تھا، نتیجہ یہ تھا کہ سیاسی بلکہ تہذیبی سطح پر بھی ایسی مایوسی اور نراجیت طاری تھی جسے مشہور جرمن مفکر اور ادیب ٹامس مان نے "بڑے خیالوں کی موت کا عہد" قرار دیا تھا۔

ہندوستان بلکہ برصغیر ہند، پاکستان بنگلہ دیش میں بھی ۱۹۴۷ء کے ایک غلط سیاسی فیصلے کے نتیجے میں بڑے خیالوں کی موت کا ایک ایسا عہد شروع ہوا کہ ۳۳ برس تک نیچے کی طرف اترنے والے زینے سے قدم قدم اتر کر نہیں معلوم کہ اب ہم مزید کتنی پستیوں میں جا کر رکیں گے۔

کسی آدرش اور بلند نصب العین کے بغیر قوموں کی ترقی اور استحکام کا دعویٰ یوں بھی محض نعرہ بازی بن کر رہ جایا کرتا ہے لیکن جہاں اصولوں کی پامالی سے کارجہاں بانی شروع ہوا ہو۔ اور آدھی صدی کے بندھائے عقیدوں، خیالوں اور نظریوں کا شیرازہ عمل و کار کے دروازے میں داخل ہونے سے بھی پہلے تنکے تنکے ہو کر بکھر گیا ہو وہاں استحکام، نظم و ضبط اور قومی کردار کی تباہی اور دیانت کی عدم موجودگی کی شکایت بھی بے سود ہے۔

۱۹۴۷ء کے عام ہیجان اور مذہبی جنون و گمراہی سے بھرپور دور کی تو بات ہی چھوڑیئے ان فسادات کی سرکاری طور پر تسلیم شدہ تعداد سات ہزار سے زیادہ ہے جو ۵۴ سے ۱۹۷۵ء تک صرف اقلیتوں کے خلاف ہوئے، اگر سال وار فسادات کی تعداد کا شمار کرنا ہو تو اس کا گوشوارہ یوں بنے گا۔

۱۹۵۴ء میں (۸۳) - ۱۹۵۵ء میں (۷۲) - ۱۹۵۶ء میں (۷۴) - ۱۹۵۷ء میں (۵۵) - ۱۹۵۸ء میں (۴۱) ۱۹۵۹ء میں (۴۲) - ۱۹۶۰ء میں (۲۶) - ۱۹۶۱ء میں (۹۲) - ۱۹۶۲ء میں (۶۰) - ۱۹۶۳ء میں (۶۱) - ۱۹۶۴ء (۱۰۷۰) - ۱۹۶۵ء میں (۶۷۶) - ۱۹۶۶ء میں (۶۳۲) - ۱۹۶۷ء میں (۲۳۰) - ۱۹۶۸ء میں (۳۴۶) ۱۹۶۹ء میں (۵۱۹) - ۱۹۷۰ء میں (۵۲۱) - ۱۹۷۱ء میں (۳۲۱) - ۱۹۷۲ء میں (۲۴۰) — ۱۹۷۳ء میں (۲۴۲) - ۱۹۷۴ء میں (۲۴۸) ۱۹۷۵ء میں (۲۰۵) - ۱۹۷۶ء میں (۱۶۹) - ۱۹۷۷ء میں (۱۸۸) - ۱۹۷۸ء میں (۵۶۴) ۱۹۷۹ء میں (۳۹۴)۔

ان اعداد و شمار کی روشنی میں ایک خاص اور نمایاں بات یہ دیکھنے کی ہے کہ جب جب کانگریس کی حکومت کا اقتدار کمزور یا ختم ہوا ہے۔ فسادات کا اعشاریہ ایک دم سے نیچے آگیا ہے، مثال کے طور پر ۶۵ ۶ سنہ ۶۶ء میں فرقہ وارانہ فسادات کی تعداد علی الترتیب (۶۷۶) اور (۶۳۲) تھی جو ۱۹۶۷ء کے الیکشن کے نتیجہ میں نو صوبوں سے کانگریس کے اقتدار کے خاتمہ اور اپوزیشن کے برسر اقتدار آجانے کے بعد ایک دم گھٹ کر (۲۳۰) رہ گئی۔ اسی طرح ۱۹۷۶ء میں ایمرجنسی کے سخت قوانین کے نفاذ کے باوجود فرقہ وارانہ فسادات کی تعداد (۱۶۹) تک جا پہنچی تھی۔ ۱۹۷۷ء کے الیکشن کے نتیجے میں کانگریس کے صفایا کے بعد ۱۸۸ سے آگے نہیں بڑھ سکی اور اس کے جدید ۱۹۷۸ء میں اندرا گاندھی کی واپسی اور کانگریس (ا) کا اقتدار قائم ہونے کے بعد فسادات کی تعداد ۱۸۸ سے اچانک بڑھ کر ۵۶۴ ہو گئی۔ اسی طرح یہ بات بھی ذہن نشین کر لینے کی متقاضی ہے فسادات کی تاریخ میں سب سے زیادہ فرقہ وارانہ فسادات نہرو بستر مرگ پر دراز تھے اور اس وقت جب کہ وہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔

اعداد و شمار کی یہ زبان صرف اس حقیقت کا بیان کر رہی ہے کہ جب بھی ہندوستان پر کوئی ایسا وقت آتا ہے جب کہ کانگریس کی حکومت ٹوٹنے کے قریب ہو، یا کسی زبردست قیادتی تبدیلی کی صورت میں کسی نئے لیڈر کے ابھرنے اور مضبوط بننے کا سوال درپیش ہو، یا کانگریس کی نو تشکیل حکومت کو غیر ہر دلعزیز بنانے کی ضرورت اس کے حریفوں کو پیش آجائے تو ہندوستان کی فرقہ پرست قوتیں مسلمانوں کے خلاف تشدد، ظلم اور بربادی کا ساخسانہ کھڑا کر کے مذہبی منافرت کو اپنی قوت میں اضافہ کے لئے استعمال کرتی ہیں، اور ان فسادات کا تشویش انگیز اور شرمناک پہلو یہ ہے کہ نہ صرف ایڈمنسٹریشن، ان فسادات میں ان قوتوں کی مدد کرتا ہے بلکہ خود کانگریس کے اندر کے لوگ اپنے رویہ سے فسادات کی پشت پناہی کا فرض انجام دیتے ہیں۔

اعداد و شمار کے سلسلے میں دوسرا قابل لحاظ پہلو، جو تھوڑی سی غور و توجہ کے بعد واضح ہو جاتا ہے وہ یہ ہے کہ جب جب کانگریس اقتدار سے محروم ہو کر حکومت سے ہٹی ہے اور اس جگہ اپوزیشن پارٹیوں نے اقتدار سنبھالا ہے تب تب فسادات کی نہ صرف شدت میں کمی واقع ہوئی ہے بلکہ ان کی تعداد میں بھی قابل لحاظ کمی آئی ہے۔ مثال کے طور پر ۱۹۶۶ء میں فرقہ وارانہ فسادات کی تعداد (۶۲۳) تھی جو ۱۹۶۷ء کے انتخاب کے بعد نو صدیوں میں کانگریس کی شکست اور غیر کانگریسی مخلوط حکومتوں کے قیام کے فوراً بعد صرف ۲۳۰ رہ گئی، اور یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ ۱۹۶۹ء کا احمد آباد کا اس وقت تک کا سب سے خوفناک فساد کانگریس کی پہلی تقسیم کے بعد اس وقت رونما ہوا تھا جب اندرا گاندھی کی حکومت اقلیت میں آگئی تھی اور اسے ایوان کی مختلف پارٹیوں کی حمایت سے محروم کر کے اقتدار سے ہٹایا جا سکتا تھا۔

(بشکریہ عزائم)

بمبئی میں

خالص گھی اور میوہ جات سے بھرپور

مٹھائیاں اور حلویات

عمدہ و لذیذ

سلیمانی افلاطون

ان کے علاوہ خصوصی پیش کش

ڈرائی فروٹ برفی

ملک کیک * قلاقند * ملائی * برفی * کوکو ملائی برفی

ہر قسم کے تازہ و خستہ

بسکٹ

اور

نان خطائیاں

خریدنے کا قابل اعتماد مرکز

سلیمان عثمان مٹھائی والے

مینارہ مسجد کے نیچے بمبئی فون 320059

برانچ: ۳۳ - محمد علی روڈ بمبئی - ۳

تحفظ اقلیت کنونشن

لکھنؤ میں مختلف سیاسی پارٹیوں، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی اولڈ بوائز ایسوسی ایشن اور سماجی کارکنوں کی جانب سے ۴ اکتوبر کو منعقد ہونے والے تحفظ اقلیت کنونشن میں مسلم شرفا کے ساتھ غیر مسلموں نے بھی شرکت کی اور حکومت سے پانچ نکاتی مطالبہ کیا جس میں پی۔ اے۔ سی کو توڑنے، حفاظتی پولیس اور دوسری سرکاری ملازمتوں میں مسلمانوں کی کم از کم ۲۵ فیصدی اور دوسری اقلیتوں کو ... فی صدی نمائندگی کی بات کہی گئی ہے۔ فساد میں ہلاک ہونے والوں کے وارثوں کو پچاس پچاس ہزار کی رقم اور سرکاری ملازمت دینے، متعلقہ افسران پر مقدمہ چلانے، لوگوں کو رہا کرنے اور فساد کے دوران شہروں میں جو افسر تعینات تھے ان کا تبادلہ شامل ہے۔

کنونشن میں حزب مخالف سے تعلق رکھنے والی مختلف پارٹیوں کے نمائندے، ممبران پارلیمنٹ، ممبران اسمبلی، ممبران کونسل، متعدد مسلم اور غیر مسلم رہنما اور وکلا کی ایک بڑی جماعت شریک تھی۔ کنونشن میں شریک نمائندوں نے آزادی سے اظہار خیال کیا اور حکومت کو ذمہ دار بتایا۔ صدارت جناب عبیدالرحمٰن خاں شروانی نے کی اور امام عیدگاہ اور محمد اعظم ممبر اسمبلی حلقہ مراد آباد نے مراد آباد کے بربریت اور شرمناک واقعات کو بتلایا جس کے وہ عین شاہد تھے،

کنونشن میں کانگریس ارس کے سابق جنرل سکریٹری الحاج محمد یونس سلیم نے تقریر کرتے ہوئے واضح الفاظ میں کہا کہ ہم کسی بھی حکومت کو یہ اختیار دینے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ وہ بحیثیت آزاد شہری کے ہماری مذہبی آزادی اور قومی معاملات میں مداخلت کرے۔

انھوں نے کہا کہ ہم مسلمان بحیثیت ہندوستانی کے اپنے وطن عزیز کے وفادار ہیں اور دنیا کی کسی طاقت سے کسی سودے بازی کے قائل نہیں ہیں۔ ملک کی ترقی، ملک کی حفاظت کے لئے ہم نے دوسروں سے زیادہ قربانیاں پیش کی ہیں اور ہمیشہ اپنے اس موقف پر جمے رہیں گے۔

مسٹر یونس سلیم نے کہا کہ۔ بحیثیت مسلمان کے ہمارا عالم اسلام سے رشتہ بھی اٹوٹ ہے اور اس سلسلے میں کسی کو غلط فہمی نہیں رہنی چاہیئے کہ اگر عالم اسلام میں کوئی واقعہ یا حادثہ رونما ہوتا ہے جیسے بیت المقدس کا مسئلہ، حرم پاک کا مسئلہ یا بین الاقوامی اسلامی برادری پر کوئی ضرب لگتی ہے۔ تو ہندوستانی مسلمان اس کے بارے میں اپنی آواز اٹھانے اور ملک کے آزاد شہریوں کی حیثیت سے، ان مسائل پر رائے دینے اور ان سے دلچسپی لینے کا پورا اختیار رکھتے ہیں۔ ہم نے یہ اختیار نہ تو کسی حکومت کے ہاتھ گروی رکھا ہے اور نہ اس کے لئے تیار ہیں۔

مسٹر یونس سلیم نے مراد آباد، علی گڑھ، الٰہ آباد کے پولیس مظالم کے پس منظر میں جلتے ہوئے کہا۔ اگر ہندوستان کے مسلمانوں پر ظلم ہو اور دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کی جا رہی ہو ایسی صورت حال میں اسلامی ملکوں کی طرف سے تشویش کا اظہار اور احتجاج ایک فطری ردعمل ہے، اسے اندرونی معاملات میں مداخلت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

مسٹر یونس سلیم نے کہا کہ ملک میں کوئی طاقت ایسی ضرور ہے جو مسلمانوں کا قتل عام کرانے کے درپے ہے انھوں نے کہا کہ وزیر اعظم اور دوسرے ذمہ داروں کے متضاد بیانات نے دوسرے ممالک میں ملک کے وقار کو مجروح کیا ہے۔

انھوں نے کہا کہ مراد آباد میں پی۔ اے۔ سی اور پولیس کا طرز عمل غیر انسانی جارحانہ اور قابل اعتراض تھا۔ اس کی مثال دیتے ہوئے انھوں نے کہا کہ حکمراں جماعت کانگریس (ا) کے ممبر پارلیمنٹ مولانا اسعد مدنی کی ۵ جگہ تلاشی لی گئی۔

مسٹر یونس سلیم نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ اس حادثہ میں مرنے والوں اور زخمیوں کی صحیح تعداد معلوم کرنے کے لئے ججوں پر مشتمل ایک بااختیار کمیشن مقرر کرے۔

مسٹر یونس سلیم نے کہا کہ مراد آباد، علی گڑھ اور الٰہ آباد کے واقعات کا تعلق صرف مظلوم مسلمانوں سے نہیں ہے بلکہ پورے ملک کے تحفظ اور جمہوریت کی بقا کے تحفظ سے جڑا ہوا ہے۔

ہریانہ کے سابق وزیر اعلیٰ اور لوک دل کے لیڈر مسٹر دیوی لال نے کہا کہ نظم و نسق اور حکومت کی ناکامی کے عکاس ہیں انھوں نے کہا کہ موجودہ حکومت میں کسی بھی فرد کی جان، مال عزت و آبرو کے تحفظ کا اعتماد ختم ہو رہا ہے۔

مسٹر دیوی لال نے کہا کہ فساد زدہ علاقوں میں متعین پی۔ اے۔ سی پولیس ضلع مجسٹریٹ اور ایس۔ پی کے تبادلے کئے جانے کے بجائے سزا ملنا چاہیئے انھوں نے کنونشن کے مطالبات کی حمایت کی۔

مسلم مجلس کے صدر اور سابق وزیر الحاج ذوالفقار اللہ نے امن فوج کو ناکافی بتاتے ہوئے جملہ شعبوں میں اقلیتوں کی نمائندگی اور فرقہ وارانہ ذہنیت رکھنے والے عناصر سے ان کو پاک صاف کر کے سیکولر تربیت کی ضرورت کا احساس دلایا۔

رام لال راہی ممبر پارلیمنٹ نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس ملک کی تاریخ میں ہریجن اور مسلمانوں کے درمیان کبھی جھگڑے نہیں ہوئے، یہ دونوں گروہ غریب اور پس ماندہ زمرہ میں آتے ہیں یہی دونوں حکمراں جماعت کے سازشوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ انھوں نے حالیہ واقعات کو برسر اقتدار جماعت سرمایہ داروں اور نظم و نسق کی منظم سازش سے تعبیر کیا۔ انھوں نے کہا کہ اس کا سبب کانگریس کا اپنے انتخابی منشور میں کئے گئے وعدوں سے فرار اختیار کرنا ہے۔

مسٹر راہی نے کہا کہ اس ملک کے ہریجنوں اور مسلمانوں کو ظلم کے خلاف ہر طرح کی سازش اور جارحانہ ذہنیت کے خاتمہ کے لئے منظم ہونا چاہیئے۔

ابن حسن کانگریس ارس نے اپنی تقریر میں پولیس ضابطوں میں ترمیم کا مطالبہ کیا اور مراد آباد کے واقعہ کو حکومت کی منظم سازش بتایا، انھوں نے کہا کہ مسٹر بلراج مدھوک مسلمانوں کا حق رائے دہندگی چھین لئے جانے کی بات کرتے ہیں یہ سرکاری سازش کا ایک رخ ہے۔

مسٹر دھریندر سہائے سابق وزیر نے کہا کہ مراد آباد میں پولیس پی۔ اے۔ سی کے گولی چلائے جانے کا کوئی جواز نہیں تھا۔ انھوں نے کہا کہ عوام کو بیدار کرنے اور منظم کئے جانے کا کام شروع ہونا چاہیئے۔

ڈاکٹر زیڈ۔ اے۔ احمد کمیونسٹ پارٹی نے کہا کہ پی۔ اے۔ سی کو مکمل طور پر ختم کر کے ایک نئی فورس سیکولر ذہن کے افراد پر مشتمل بنانا چاہیئے انھوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ سچائی اور انصاف کے لئے عملی کام کئے جائیں۔

مولانا ہاشم میاں فرنگی محل نے اپنی تقریر میں ملک کی اکثریت کو اقلیت کی حفاظت کا ذمہ دار قرار دیا۔ انھوں نے کہا کہ اکثریت کے ذہن میں جارحانہ جذبات کا پیدا ہو جانا ملک اور جمہوریت کے لئے خطرناک ہے۔

مولانا ہاشم میاں فرنگی محلی نے کہا کہ اس ملک کی حفاظت کی ذمہ داری مسلمانوں پر دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ عائد ہوتی ہے، کیونکہ اسلامی دنیا کے ہندوستان سے سفارتی تعلقات کا آغاز حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں کیا گیا اور تجارتی تعلقات بعد میں قائم کئے گئے، جس کے نتیجے میں یہاں انسانیت کی تبلیغ میں استحکام ہوا۔

موجودہ حکومت کا طرز عمل اس انسانی جذبہ کو مجروح کر کے جمہوریت کو تباہی کے دہانے پر لے جانے والا ہے۔

مسٹر روی رائے جنرل سکریٹری لوک دل نے اخبارات کے طرز عمل کو سرمایہ دارانہ اور حکومت کا زیر اثر بتاتے ہوئے آزاد حکومت کے اخبارات پر حملے کو خطرناک رجحان سے تعبیر کیا اور کہا کہ موجودہ حکومت صرف سرکاری افسروں کے بل پر چل رہی ہے اور خوف پیدا کر کے اقتدار قائم رکھنا چاہتی ہے۔

مسٹر گر پرشاد ایم۔ ایل۔ سی نے اپنی تقریر میں کہا کہ آزادی کے بعد نیشنلزم کے نام پر منظم طریقہ سے ہندو سامراجیت کو بڑھاوا دئے گئے ہیں اس کے خاتمہ کے لئے منظم کوشش وقت کی پہلی ضرورت ہے۔

مسٹر ستیہ پرکاش مالویہ سابق وزیر اتر پردیش نے کہا کہ ملک کے فرقہ پرست عناصر جو جارحانہ عزائم رکھتے ہیں مسز گاندھی کا سمجھوتہ ہے۔ انھوں نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ جب وزیر اعظم نے غیر ملکی ہاتھ اور دوسرے ذمہ داروں نے پٹرو ڈالر کی بات کی، اس وقت اٹل بہاری باجپئی اور ایل کے ایڈوانی وزیر اعظم کو مبارکباد دینے گئے۔ اور جب آر۔ ایس۔ ایس کا نام لیا گیا تو اس پر کانگریسی چراغ پا ہو گئے۔

(تبصرہ کے لئے ہر کتاب کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

حبیب اللہ ندوی

عرفان محبت : از حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی مدظلہ،
صفحات: ۱۸۰ ، تقطیع ۲۲×۱۸/۸ ، کتابت طباعت معیاری۔ قیمت -/۱۴
ناشر: مکتبہ فردوس، مکارم نگر، لکھنؤ

معرفت کے عطائے خاص سے فیض یاب، عشق و محبت کے جذبہ سے سرشار "سندانِ عشق" و "جام شریعت" کے جامع حضرت مولانا محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی دامت فیوضہم کے واردات قلب و جذبات اندرون اور عشق و محبت کی تڑپ نے جب منظوم الفاظ کا جامہ پہن لیا تو "عرفان محبت" کے نام سے موسوم ہوا جو اسم بامسمیٰ، عشق و مستی سے بھرپور معرفت و محبت کا شراب طہور اور اسرار و معانی سے معمور ہے۔ اس میں محبت کا فیضان بھی ہے عرفان کی داستان بھی ہے اور پیغام بھی، ساتھ ہی عشق و محبت کی بے خودی و سرمستی میں وہ جام شریعت کی پابندی کو لازم سمجھتے ہیں ؎

بھٹک کے منزل جاناں سے دور جا پہنچے | جو جوش عشق میں جذبات کو دبا نہ سکے

ان کے نزدیک شریعت و طریقت میں توازن و اعتدال سے ہی عشق میں کمال پیدا ہوتا ہے

اب نہ افراط باقی نہ تفریط ہے | عشق کامل ہوا معتدل ہو گیا

جن لوگوں نے اس حقیقت کو نہیں جانا ان کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

کوئی بھی منزل عرفاں تک پہونچ نہ سکا | کسی کو نقص کسی کو کمان نے مارا

یہ کتاب اردو شاعری میں اور خاص طور پر صوفیانہ شاعری میں ایک گراں قدر اضافہ ہے اور ہر صاحب دل و صاحب ذوق کے لئے ایک بہترین تحفہ۔

ابتدا میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ العالی کا قیمتی مقدمہ ہے پھر مولانا حبیب الرحمٰن صاحب اعظمی اور مولانا ابرارالحق صاحب مدظلہم کی تقریظیں ہیں۔ کتاب کا تعارفی مضمون مولانا حکیم محمد اختر صاحب پاکستان نے لکھا ہے۔

ابتدائی نظمیں حمد و نعت پر مشتمل جاں نثاری و فداکاری کے نمونے ہیں، پھر "گلدستۂ محبت" کے عنوان سے اصل کتاب ایک سو تین منظومات پر محیط ہے۔

مولانا نے کبھی کبھی مشہور اساتذہ و شعراء کے کلام پر اصلاح و ترمیم فرمائی ہے کتاب کے آخر میں یہ بھی شامل ہیں۔ غالب کے شعر کی یوں اصلاح کی ؎

عشق نے احمد مجلّیٰ کر دیا | ورنہ ہم بھی آدمی تھے نام کے

جگر کے شعر کی یوں ترمیم کی ؎

گلشن سے عشق ہے مجھے گل ہی نہیں عزیز | کانٹوں کو دل سے پیار کئے جا رہا ہوں

نمونۂ کلام :-

؎ کمال عشق تو مر مر کے جینا ہے نہ مر جانا | ابھی اس راز سے واقف نہیں ہیں ہائے پروانے
؎ ارے ناداں نہ سمجھے گا یہ اسرار محبت ہیں | کبھی رنجور ہو جانا کبھی مسرور ہو جانا
؎ نہ پوچھے مت یہ اسرار ہیں عشق کے | روتے روتے مجھے آ گئی کیوں ہنسی

کتاب : پیغام منبر و محراب
مصنف : شیخ احمد بن عبدالعزیز آل مبارک
مترجم : مولانا شمس الحق صاحب ندوی
صفحات ۳۰۵ ، کتابت و طباعت عمدہ۔ دیدہ زیب ٹائیٹل۔ قیمت: درج نہیں۔
ناشر: اسلامک بک سنٹر، مکارم نگر۔ لکھنؤ

زیر نظر کتاب متحدہ عرب امارات کے چیف جسٹس اور بڑے عالم دین شیخ احمد بن عبدالعزیز آل مبارک کے خطبوں کا مجموعہ "حدیث المنبر" کا اردو ترجمہ ہے، جسے مولانا شمس الحق صاحب ندوی، استاد دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ ترجمہ بہت سلیس اور شستہ ہے اور مستقل تصنیف معلوم ہوتا ہے۔ کتاب میں کل ستاون خطبے ہیں۔ ان میں تعلیمی و تربیتی خطبے بھی ہیں، فکری و دعوتی بھی اور اخلاقی و معاشرتی بھی۔ انسان کے انفرادی مسائل پر بھی بحث ہے اور اجتماعی و بین الاقوامی مسائل پر بھی، عالم عربی کے المیہ پر بھی باتیں ہیں اور مسلمانوں کے عمومی زوال و انحطاط پر بھی، نمونہ کے طور پر چند عناوین درج کئے جاتے ہیں۔

"اسلام ایک مکمل دین و ہمہ گیر نظام حیات"، "اسلامی تہذیب" "اسلامی دعوت اور اس کا طریقہ کار" "علوم و فنون کی ترقی میں اسلام کا حصہ" "ہمارا شاندار ماضی" "انسان اور نظام کائنات" وغیرہ۔

توقع ہے کہ متوسط طبقہ کے لئے مفید ثابت ہوگی۔

اعلان

طباعت اور کاغذ کی گرانی کی وجہ سے ادارہ تعمیر حیات کو مالی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اس لئے اس کی شرح سالانہ میں اضافہ ناگزیر ہو گیا اب ایک شمارہ ایک روپیہ کا ہوگا اور سالانہ خریداری ۲۰ روپے کی ہوگی۔ اسی طرح بیرونی شرح میں بھی اضافہ کیا گیا ہے۔

ایجنٹ حضرات توجہ دیں!

اب تک "تعمیر حیات" ایجنسیوں کو کھلی ڈاک سے بھیجا جا رہا تھا اور بلوں کی ادائیگی نہیں ہو پاتی تھی اور ایجنسیوں کے ذمہ خطیر رقم باقی رہ جاتی ہے۔ بار بار یاد دہانی کے باوجود وہ رقم وصول نہیں ہو پاتی تھی اس لئے ادارہ تعمیر حیات کو مجبوراً اپنے طریقۂ کار کو بدلنا پڑا اور اب دس پرچے سے کم پر ایجنسی بند کر دی جائے گی نیز ہر شمارہ وی پی سے ارسال کیا جائے گا اور اس پر عمل درآمد اٹھارویں جلد کے شمارہ نمبر ایک یعنی ۱۰ نومبر کے پرچے سے کیا جائے گا اور یہ شمارہ ان ہی لوگوں کو بھیجا جائے گا جن کے اطلاعی خطوط دفتر کو موصول ہو جائیں گے۔

منیجر

خصوصی رعایت

صرف ایک ماہ کے لئے

مبلغ ۳۲/۵۰ روپے ارسال کر کے تعمیر حیات کا وقیع و ضخیم ۴۸۴ صفحہ کا خصوصی نمبر حاصل کیجئے اور ایک سال کے لئے تعمیر حیات کے خریدار بنئے۔

(منیجر)

متحدہ اسلامی جمہوریہ

جزائر القمر

محمد خالد ندوی (جامعہ اسلامیہ بھٹکل)

بحر ہند میں مڈغاسکر کے شمال اور اور موزمبیق کی تنگ نائے میں چار جزیروں پر مشتمل یہ چھوٹا سا ملک آج سے پانچ سال پہلے تک فرانسیسی استعماری طاقتوں کی آماجگاہ اور نوآبادی کی حیثیت رکھتا تھا مگر وہاں کے باشندوں کی مسلسل کوشش اور حسن تدبیر سے ۱۹۷۵ء میں سامراجی پنجۂ اقتدار سے نجات حاصل ہوئی اور جولائی ۱۹۷۵ء میں ایک آزاد ریاست کی حیثیت سے دنیا کے نقشہ پر ظاہر ہوا، اس کے سب سے پہلے صدر احمد عبداللہ عبدالرحمٰن آل الشیخ ابوبکر بن سالم ہوئے اور رسمی طور پر پارلیمنٹ کے اندر ایک عظیم مجمع کے روبرو انھوں نے ہی اسکی آزادی کا اعلان کیا، لیکن شومئ قسمت سے یہ ملک ایک ہی مہینہ کے بعد اگست ۱۹۷۵ء میں سرخ انقلاب کی لپیٹ میں آ گیا اور کمیونسٹ حکومت یہاں قائم ہو گئی، صدر احمد عبداللہ روپوش ہو گئے، علماء و صلحا کی ایک بڑی جماعت تہہ تیغ کر دی گئی، مسجدیں ویران اور مدارس مقفل کر دئے گئے اور اس ملک پر ایک دوسرا بدترین آزمائشی دور شروع ہو گیا لیکن وہاں کے عوام کے جوش ایمانی اور غیرت اسلامی نے اس کو یکسر مسترد کر دیا اور ہزاروں رکاوٹوں کے باوجود وہ اس کے خلاف کوشش میں مصروف رہے جس کے نتیجہ میں انھیں قید و محن سے بھی گذرنا پڑا اور دار و رسن کی بھی ضیافت قبول کرنی پڑی، ان کا ولولۂ جہاد فزوں سے فزوں تر ہوتا گیا اور شوق شہادت میں جان سے کھیل جانا ایک معمولی سی بات ہو گئی، آخر کار شہدا کی حنابندی رنگ لائی اور عروس حریت نے ان کا بڑھ کر استقبال کیا اور مئی ۱۹۷۸ء میں دوبارہ یہ ملک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا کمیونسٹ صدر علی صویلح پر مقدمہ چلا کر موت کی سزا دے دی گئی اور روپوش صدر احمد عبداللہ دوبارہ بحیثیت صدر واپس ہوئے۔ اور انھوں نے اس ملک کے متحدہ جمہوریہ اسلامیہ ہونے کا اعلان کیا۔

یہ جمہوریہ چار جزیروں پر مشتمل ہے پہلا جزیرہ جسے مرونی کہتے ہیں، یہی پایۂ تخت بھی ہے اور جزیروں میں سب سے بڑا جزیرہ یہی ہے، اس کی لمبائی ۷۰ کیلومیٹر اور چوڑائی ۲۴ کیلومیٹر ہے۔ دوسرا جزیرہ جسے انجوان کہتے ہیں اس کا رقبہ ۲۹۰ مربع کیلومیٹر ہے یہ تینوں جزیرے آزاد اور جمہوریہ اسلامیہ کے تحت شامل ہیں، لیکن چوتھا جزیرہ جو اس ملک کا جزو لاینفک ہے وہ آج بھی فرانس کے قبضے میں غلامی کے ایام بسر کر رہا ہے، اس جزیرے کا نام مایوتہ اور اسکی مسافت ۲۸۴ کیلومیٹر ہے۔ خدا نے چاہا تو یہ بھی جلد ہی غلامی سے آزاد ہو کر اسلامی فیڈریشن میں ضم ہو جائے گا۔

اسلام کی آمد

یہاں پر اسلام کی تاریخ بہت قدیم ہے، مؤرخین کے بیان کے مطابق دوسری صدی ہجری ہی سے مسلم فاتحین اور تجار کی بازرگاہ رہا ہے اور رفتہ رفتہ انھوں نے یہاں سکونت اختیار کر لی، لیکن یہاں کی اصل آبادی کب سے شروع ہوتی ہے اور کہاں کے لوگوں نے اس سے پہلے آباد کیا، اسکی تفصیل بتانے سے تاریخ قاصر ہے، البتہ جزیرہ مایوتہ میں فرانسیسیوں کو ایک قدیم کتبہ دستیاب ہوا جس سے اس تاریک دریچہ میں کچھ روشنی فراہم کی جا سکتی ہے۔ اس کتبہ پر قدیم عربی رسم الخط میں یہ مکتوب تھا کہ، "ہمارے آباء و اجداد نے ہم سے بیان کیا ہے کہ اللہ کے نبی حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے زمانے کے بعد جزیرہ مرونی میں بحر احمر کے علاقہ سے دو عربی شخص اپنے اہل خانہ اور خدام کے ساتھ آئے اور آ کر یہاں پر بس گئے اس کے بعد زنجبار براعظم افریقہ کے دوسرے ملکوں سے بہت سے لوگوں نے آ کر ان جزیروں میں سکونت اختیار کر لی، ہر کیف اس کتبے سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ ان جزیروں پر آنے والے سب سے پہلے عرب ہی تھے اور آج بھی جنوبی یمن اور خلیجی ملکوں سے آئے ہوئے عربوں کی بڑی تعداد سکونت پذیر ہے اور کثیر تعداد ایرانی باشندوں کی بھی ہے اسی طرح یہاں پر عرب و عجم کی مخلوط آبادی پائی جاتی ہے۔

آبادی

ملک کی پوری آبادی پانچ لاکھ ہے جس میں جزیرہ مایوتہ میں ۲۰۰ کے قریب عیسائی آبادی ہے بقیہ پوری آبادی مسلمان ہے۔ مسلکاً سب ہی شوافع ہیں۔ یہاں کے مسلمان انتہائی خلیق، مہمان نواز اور دینی حمیت و غیرت سے سرشار اسلامی شعائر کے پابند اور اوامر و نواہی پر بہت حد تک قائم ہیں۔ شراب نوشی قانوناً جرم ہے۔ پورے ملک میں اس کی سخت نگرانی کی جاتی ہے۔ شرپسندوں کے لئے تعزیراتی دفعات بہت ہی سخت ہیں اور اس کا نفاذ سختی سے کیا جاتا ہے کاش سارے اسلامی ملکوں میں یہ روح بیدار ہو جائے اور صدق و امانت سے اس پر عمل شروع ہو جائے تو آج بھی نقشہ بدل سکتا ہے اور اگر اسلامی ممالک تھوڑی سی اسلام کی نشر و اشاعت کی طرف توجہ دیں تو پوری دنیا میں اسلام پھیل سکتا ہے۔ اسلاف کے پاس نہ ہی اتنے ذرائع تھے نہ اتنی آسانیاں جس کے ذریعہ وہ ملکوں تک بسہولت پہونچ سکیں لیکن اسکے باوجود انھوں نے وطن کو چھوڑا، راہ کی دشواریاں جھیلیں، مصائب و آلام سے دوچار ہوئے، رنج و محن کا سامنا کیا لیکن ان کے پائے ثبات میں کوئی تزلزل نہ آیا، جہاں بھی گئے ان کا بنیادی مقصد اسلام کی نشر و اشاعت ہی تھا اسی طرح جنوبی ایشیا، موزمبیق، انڈونیشیا، ہندوستان، مڈغاسکر اور حبشہ وغیرہ دوسرے ممالک میں اسلام کی روشنی پہونچی۔

آج استعماری طاقتیں مسیحیت کی اشاعت میں جس قدر سرگرم ہیں اور جتنا اس پر صرف کر رہی ہیں اس کا تصور بھی محال ہے، اس سلسلے میں شیخ زید بن عبدالعزیز فیاض نے اپنی کتاب "اسلام کی نشر و اشاعت میں مسلمانوں کی ذمہ داریاں" میں کچھ روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں، کہ افریقہ میں صرف امریکا کے ساڑھے چار سو سے زائد مشن کام کر رہے ہیں اور صرف پروٹسٹنٹ مشنریوں کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہے، جن میں سے ۴۰ ہزار صرف افریقہ میں سرگرم عمل ہیں یہی حال سارے ہی عیسائی ملکوں کا ہے ایک جائزے کے مطابق سالانہ پچاس کروڑ ڈالر سے زائد اسلام کے مقابلہ میں عیسائیت کے فروغ کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔

آمدنی کے ذرائع

آمدنی کے ذرائع محدود ہیں، اس کا زیادہ تر انحصار، ناریل، ونیلا اور لانگی کے درختوں پر ہے، لانگی سے عمدہ قسم کی فرانسیسی عطریات تیار کی جاتی ہیں، عوام کا بنیادی پیشہ زراعت ہے، زمین بھی قابل کاشت اور زرخیز ہے لیکن وسائل کی قلت کی وجہ سے پوری زمین کا ۶۰ فی صد حصہ سے زائد پر کاشت نہیں کیا جا سکا ہے۔ آب و ہوا معتدل، صحت کے لئے مفید ہے، یہاں کے باشندے ماہی گیری میں بھی کافی دلچسپی لیتے ہیں، یہ بھی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ ہے۔

تمام جزیروں میں اسلامی آثار پائے جاتے ہیں ۶۰۰ سے زائد مسجدیں ہیں، اور سب پرانے طرز تعمیر کا بہترین نمونہ ہیں۔ جزیرہ مایوتہ میں ایک قدیم جامع مسجد ہے جس کے کتبہ پر یہ کندہ ہے اس مسجد کو عیسیٰ بن سلطان محمد نے ذوقعدہ ــــ میں تعمیر کیا، اس سے اس کی قدامت کا پتہ چلتا ہے آج یہ ملک اسلامی ملکوں کی توجہ کا بہت ہی طالب ہے، اگر اسلامی برادری اس کی طرف توجہ دے تو اسلام کی نشر و اشاعت کی افریشیائی سرگرمیوں میں یہ ملک ایک بنیادی رول ادا کر سکتا ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ مالی اور اور ثقافتی تعاون سے اس ملک کو محروم نہ رکھا جائے۔

No. LW/NP 58

Phone: 72948 / 79747

AMEER-E-HAYAT

Fortnightly

NADWATUL-ULAMA LUCKNOW 230007 (INDIA)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی قابل مطالعہ کتابیں

● نبی رحمت ؐ: پیغمبر خدا، نبی رحمت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ و سیرت مبارکہ جس کی ترتیب تالیف میں قدیم و جدید معلومات و تحقیقات سے فائدہ اٹھانے کی امکانی کوشش کی گئی ہے، زمانۂ بعثت کی تصویر، معاصر دنیا، جزیرۃ العرب اور حجاز کا اہم تمدنی، سیاسی و تاریخی پس منظر۔ واقعات و حالات، ہدایات و تعلیمات، اور نتائج و اثرات کی مستند روداد، جو ہر دور میں افراد و اقوام اور نوعِ انسانی کی ہدایت و رہنمائی کی طاقت و صلاحیت سے معمور ہے، قیمت اردو ایڈیشن ۳۰/- ۔ انگریزی ۴۵/- روپے۔

● منصب نبوت اور اس کے عالی مقام حاملین: جس میں بنی نوع انسان اور تمدنِ انسانی پر نبوت کے احسانات انبیاء کرام کی امتیازی خصوصیات، نبوت کے پیدا کردہ ذہن و مزاج اور طریقۂ فکر، نبوت کے تیار کردہ انسانی نمونوں نیز نبوتِ محمدی کے لافانی کارناموں اور ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت اور اس کے دور رس عمیق اور انقلاب انگیز اثرات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اردو ایڈیشن ۱۴/- ۔ انگریزی ۲۵/-

● کاروانِ مدینہ: مولانا مدظلہ کی مختلف اہم تقریروں اور مضامین کا مجموعہ جن کا تعلق ذات نبوی صلے اللہ علیہ وسلم، اور آپ کی سیرتِ پاک اس کی تعلیمات، پیام، اس کے عطیات و احسانات اور اس کے عالمگیر نتائج و اثرات سے ہے، آخر میں ایک نعتیہ تمثیلی مشاعرہ بھی ہے جس میں فارسی اور اردو کے مشہور شعراء نے بارگاہِ نبوی میں نذرانۂ عقیدت پیش کیا ہے۔ قیمت اردو ایڈیشن ۱۲/- انگریزی زیر طبع

● محسن عالم ؐ: مولانا ندوی کی وہ اہم تقریر جس میں تاریخی حقائق و واقعات کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم صحیح معنی میں رحمتِ عالم اور محسن انسانیت ہیں، اور آپ کا احسان نسلِ انسانی اور تمدن و تہذیب پر ناقابلِ فراموش اور ناقابلِ انکار ہے۔ اردو ۱/۵۰ ۔ انگریزی ۲/-

● مذہب و تمدن: اس میں بتایا گیا ہے کہ کائنات، خالق کائنات اور مقصدِ حیات کے بارے میں صحیح عقیدہ اور صحیح علم ہی پر ایک استوار معاشرہ اور صالح تہذیب و تمدن کی عمارت قائم ہوتی ہے، دنیا اب تک جن تہذیبی ادوار سے گزر چکی ہے، وہ کن عقائد و نظریات کی پیداوار تھیں، اور اسلام سے کس طرح ایک صالح اور صحت مند تمدن کا وجود ہوتا ہے؟ قیمت اردو ایڈیشن ۷/- ۔ انگریزی ۸/-

● تاریخ دعوت و عزیمت: عالم اسلام کی اصلاحی و تجدیدی کوششوں کا تاریخی جائزہ، نامور مصلحین و ممتاز اصحاب دعوت و عزیمت کا مدلل تعارف اردو مکمل سیٹ تین جلدوں میں ۵۲/- روپے، انگریزی دو جلدوں میں ۵/۷ روپے جلد چہارم "مجدد الف ثانیؒ حالات و اصلاحی و تجدیدی کارنامے" اردو و انگریزی زیر طبع

● سیرت سید احمد شہیدؒ: حضرت سید احمد شہیدؒ کی مفصل سوانح حیات، آپ کے اصلاحی و تجدیدی کارنامے غیر منقسم ہندوستان کی سب سے بڑی تحریک جہاد و تنظیم، اصلاح و تجدید اور احیائے خلافت کی تاریخ۔
اردو دو جلدوں میں ۴۰/- نیز انگریزی ۴۰/-

● ارکان اربعہ: جس میں اسلامی عبادات (نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ) کی شرعی حیثیت، دین میں ان کی اہمیت، اجتماعی زندگی میں ان کے مقام اور مقاصد اور اسرار و حکم پر کتاب و سنت کی روشنی میں بحث کی گئی ہے، دیگر اہم مذاہب عیسائیت، یہودیت نیز ہندو مذہب سے تقابلی مطالعہ کے ساتھ۔ قیمت اردو ایڈیشن ۱۵/- ۔ انگریزی ۳۰/- روپے۔

● انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کا اثر: مولانا ندوی کی وہ شہرۂ آفاق اور انقلاب انگیز کتاب، جس کے اردو، انگریزی، ترکی، فارسی اور فرانسیسی تراجم کے علاوہ صرف عربی میں تقریباً بارہ ایڈیشن قاہرہ، بیروت، کویت اور قطر و دمشق سے شائع ہو چکے ہیں۔ قیمت اردو ایڈیشن ۱۵/- روپے۔ انگریزی ۲۲/-

● مسلم ممالک میں اسلامیت و مغربیت کی کشمکش: عالم اسلام کی جدید تاریخ کا نیا اور اہم باب اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش کی عبرت انگیز داستان اور احیاء اسلام کی جدید تحریکوں پر سیر حاصل بحث۔
تازہ آفسٹ ایڈیشن اہم اضافوں و ترمیمات کے بعد۔ اردو ۱۶/- روپے ۔ انگریزی ۲۲/-

● دریائے کابل سے دریائے یرموک تک: مغربی ایشیاء کے چند مسلم و عرب ممالک (بشمول ا... کے معلوماتی و دعوتی دورے کی مفصل روئیداد جس میں ان ممالک کی دینی، فکری، سیاسی و اقتصادی تصویر آ گئی ہے، اس میں ملت اسلامیہ کے دل کی دھڑکنیں سنی جا سکتی ہیں، امیدوں اور اندیشوں اور تاریخ کے صدہا صفحات کا نچوڑ۔ قیمت ۱۴/- روپے۔

● نئی دنیا (امریکہ) میں صاف صاف باتیں: دورۂ امریکہ و کینیڈا (مئی۔ جون ۱۹۷۷ء) کی اہم تقریروں اور خطبات کا فکر انگیز مجموعہ، مغربی تہذیب و امریکی معاشرت کا جائزہ، تجزیہ و ... مقیم مسلمانوں کے بارے میں مشورے، تجربے اور اندیشے۔ اردو ایڈیشن ۷/- ۔ انگریزی ...

● نقوش اقبال: فکر و کلام اقبال، اسلامی پیغام کی روشنی میں، نیز اقبال کی شخصیت کے تخلیقی ... ایڈیشن پروفیسر رشید احمد صدیقی مرحوم کے مقدمہ اور کثیر اضافوں کے ساتھ۔ اردو ۱۴/- ...

● معرکۂ ایمان و مادیت: سورۂ کہف کا نیا مطالعہ، اور اصحاب کہف کا عجیب و سبق آموز ...
اردو ایڈیشن ۶/- ۔ انگریزی ۱۵/-

● تزکیہ و احسان یا تصوف و سلوک: تزکیہ و احسان (جس کو دورِ آخر میں تصوف کہا جاتا رہا ہے) کی اصل روح اور حقیقت، اسلامی اور ایمانی زندگی کی تکمیل کے لئے اس کی اہمیت ... جماعتوں، اسلامی حکومتوں اور قوموں و ملکوں پر اس کی حیرت انگیز اثرات، اور انسان کی اخلاقی ... اور بلند کردار میں اس کے بنیادی اور ناقابلِ تردید حصہ کا غیر جانب دارانہ مطالعہ و جائزہ۔ قیمت ...

● مغرب سے کچھ صاف صاف باتیں: مولانا ندوی کے ان خطبات و مقالات کا ... بڑی جرأت کے ساتھ مغربی تہذیب کے نقائص پر نکتہ چینی اور مشرق کے پرستارانِ مغرب اور اندھی تقلید پر صاف صاف تنقید کی گئی ہے اور مشرق و مغرب کی درمیانی خلیج کو پاٹنے ... کی صحیح رہنمائی و خدمت کے لئے ایک راہِ اعتدال کی نشاندہی کی گئی ہے۔ اردو ۶/- ...

● حجازِ مقدس اور جزیرۃ العرب: امید اور اندیشوں کے درمیان: ان خطوط و مکاتیب ... سربراہانِ مملکت سعودیہ، وزراء و امراء، اور بعض عرب والیانِ سلطنت کو لکھے گئے، نیز ... مقالات جو سعودی عرب کے اہم اجتماعات و مؤتمرات میں پیش کئے گئے۔ قیمت ...

● ہندوستانی مسلمان ایک نظر میں: یعنی موجودہ ہندوستانی مسلمانوں کا مذہبی، تمدنی، ... ان کے عقائد، عبادات، مذہبی تہواروں، رسم و رواج، عادات و اخلاق اور ان کی ملی خصوصیات ... ایک غیر جانب دارانہ جائزہ، ایک واقعی تصویر۔ قیمت اردو ۵/۵۰ ۔ انگریزی ...

● عالم عربی کا المیہ: قرآن حکیم کے مطالعہ اور قانونِ فطرت کی روشنی میں المیۂ فلسطین و ... حالات کی تحلیل و تجزیہ۔
تازہ آفسٹ ایڈیشن ۱۲/- روپے

● پاجا سراغ زندگی: طلبائے علوم نبوت کا منصب و مقام۔ ملت کی ان سے توقعات ... میں ان کی ذمہ داریاں۔ قیمت ۱۳/- روپے

● تحقیق و انصاف کی عدالت میں ایک مظلوم مصلح کا مقدمہ: یعنی حضرت ... کے عظیم اصلاحی و مجاہدانہ کارناموں پر ایک اجمالی نظر، اور اپنوں اور پرایوں کی ان کو ... زیادتیوں کی دل خراش داستان، جو ان کے حق میں روا رکھی گئیں۔
قیمت اردو ایڈیشن ۲/۵۰ ۔ انگریزی ...

مجلس تحقیقات و نشریات اسلام پوسٹ بکس ۱۱۹ ندوۃ العلماء لکھنؤ ۲۲۶۰۰۷